تنظیم اسلامی کا ترجمان

38

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

5 تا 11 ربیع الاوّل 1443ھ / 12 تا 18 اکتوبر 2021ء

اسوۂ رسول ﷺ کی سربلندی

حضور ﷺ کو رسول برحق تسلیم کرنے کرنے والے ہر شخص پر آپؐ کی رسالت کا ایک حق یہ ہے کہ جس اسوۂ پاک کی پیروی کو وہ اپنی نجات کا واحد سبب یقین کرتا ہے، اس اسوۂ پاک کو تمام دنیا میں سربلند کرنے کی جدوجہد کرے۔ اللہ کی دی ہوئی ہر طاقت کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرے کہ ہر انسان رحمۃ للعالمین کے نمونۂ زندگی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ دنیا والوں کو اپنی عملی شہادت سے یہ باور کرائے کہ انسانی فلاح کے لیے رحمتِ عالم کا اُسوہ بہترین اور آخری اُسوہ ہے۔ مسلمان کو صرف اپنی زندگی کو رسول پاک ﷺ کی سیرت پاک کے مطابق ڈھال لینا کافی نہیں ہے، بلکہ آپؐ کی سیرت پاک کو دنیا کے تمام طریقہ ہائے زندگی پر غالب کرنے کی کوشش کرنا فرض اولین ہے۔

سورۃ التوبہ آیت 33 میں ارشاد فرمایا گیا:

''وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔''

یہ فرض رسولؐ کا ہے۔ اور رسولؐ کے بعد آپؐ کے نام لیواؤں کا ہے اور اس امت کا ہے، جو آپؐ کی امت ہونے کے صدقے میں بہترین امت قرار دی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 143 میں ارشاد فرمایا:

''اور اسی طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو عادل امت بنایا، تاکہ تم عام لوگوں کے لیے شہادت حق کا فرض ادا کرو، اور رسول تم پر شہادتِ حق کا فرض انجام دیں۔''

یعنی رسول پاک ﷺ اپنی بہترین زندگی پیش کرکے تم کو اپنے حلقۂ اطاعت میں شامل کریں۔ تم رسول پاک ﷺ کی زندگی میں اپنی زندگی کو رنگ لو اور دوسروں کو حضور ﷺ کی صداقت کا معترف کرو۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی

اس شمارے میں

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

نظامِ عدل وقسط ناگزیر ہے

مجوزہ تبدیلی مذہب بل کی آڑ میں اسلام مخالف ایجنڈا

سیرتِ پاک اور ہم

حضرت اُمِ حکیم ؓ بنت حارث

ہوئے تم دوست جس کے ......

الھدیٰ (956)

مومنوں کے مزے اور مشرکین کی حسرت

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 24 تا 27

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ یَوۡمَئِذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾ وَ یَوۡمَ تَشَقَّقُ
السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۵﴾ اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذِۣ الۡحَقُّ
لِلرَّحۡمٰنِ ؕ وَ کَانَ یَوۡمًا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ عَسِیۡرًا ﴿۲۶﴾ وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ
عَلٰی یَدَیۡہِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ﴿۲۷﴾

آیت:۲۴ ﴿اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ یَوۡمَئِذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾﴾ ”جنّت والے اُس روز بہت اچھے ٹھکانوں میں ہوں گے اور ان کے قیلولہ کرنے کی جگہ بھی بہت ہی اچھی ہوگی۔“

آیت:۲۵ ﴿وَ یَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۵﴾﴾ ”اور جس دن آسمان بادل کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے فوج درفوج۔“

آیت:۲۶ ﴿اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذِۣ الۡحَقُّ لِلرَّحۡمٰنِ ؕ﴾ ”اُس دن حقیقی بادشاہی صرف رحمٰن کی ہوگی۔“

بادشاہی اور حکمرانی تو آج بھی اللہ ہی کی ہے‘ لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آزمائش کے لیے حقیقت کو مختلف پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ آج بظاہر کئی صاحبانِ اختیار واقتدار نظر آتے ہیں‘ لیکن اُس دن ہر طرح کا اختیار صرف اس بادشاہِ حقیقی کے پاس ہی ہوگا۔

﴿وَ کَانَ یَوۡمًا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ عَسِیۡرًا ﴿۲۶﴾﴾ ”اور وہ دن کافروں پر بہت کٹھن ہوگا۔“

آیت:۲۷ ﴿وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ﴾ ”اور جس دن ظالم (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا“

عَضَّ یَعُضُّ کے معنی دانتوں سے پکڑنا یا کاٹنا کے ہیں۔ سورۃ النور کی آیت ۵۵ کے ضمن میں جو حدیث بیان ہوئی ہے اس میں مُلْکًا عَاضًّا کا لفظ اسی مادے سے مشتق ہے‘ یعنی کاٹ کھانے والی ملوکیت۔ اُس دن ہر گنہگار اور مجرم شخص حسرت و یاس کی تصویر بنا جھنجھلاہٹ اور پچھتاوے میں اپنے ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹے گا۔

﴿یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ﴿۲۷﴾﴾ ”کہے گا: کاش! مَیں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا!“

حسرت سے کہے گا کہ کاش میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہوتا‘ ان کا اتباع کیا ہوتا۔ ان کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا ہوتا!

فرمان نبویؐ

جہنم کی گہرائی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا؟)) قَالَ قُلْنَا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ: قَالَ: ((ھٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِہٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَھُوَ یَھْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی قَعْرِھَا، فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَھَا)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”جانتے ہو یہ کیسی آواز تھی؟“ ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں! فرمایا: ”یہ وہ پتھر ہے جو ستر سال پیشتر دوزخ میں لڑھکایا گیا تھا، وہ آج جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے۔ یہ اس کی آواز تھی جو تم نے سنی!

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تاخلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
5 تا 11 ربیع الاوّل 1443ھ جلد 30
12 تا 18 اکتوبر 2021ء شمارہ 38
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ التین کی آیات 4،5 میں فرماتا ہے کہ ”ہم نے انسانوں کو اعلیٰ سطح پر پیدا کیا پھر وہ ہو جاتا ہے نچلوں میں سے نچلا“۔ یعنی وہ اپنے اعمال اور افعال کی وجہ سے بدترین مخلوق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بلا امتیاز تمام انسانی نسل کے بارے میں کہی ہے۔ ہم جب آسمانی مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب کے پیروکار کو نہ صرف باہمی طور پر بلکہ دوسروں یعنی دوسرے مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی زوردار انداز میں تلقین کی ہے اور ظلم و جبر سے منع فرمایا ہے۔ حق اور ناحق کا معاملہ ہو تو حق کے دشمنوں سے کھلے میدان میں جنگ کو پسند فرمایا ہے۔ ریاستی قوتوں کو نہ صرف اپنے ہم مذہب شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا ہوگی بلکہ غیر مذاہب سے وابستہ یعنی اقلیتوں کے جان و مال اور عزت کی بھی وہ محافظ ہوں گی نہ کہ کمزور اور زیر دست عوام کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر چن چن کر عتاب کا نشانہ بنایا جائے۔

آسمانی مذاہب کے پیروکار مسلمان، عیسائی اور یہودی جب تک اپنے پیغمبروں اور اپنی کتابوں کی نیک نیتی اور دیانت داری سے پیروی کرتے رہے تو اُن کی مملکتیں ظلم وستم سے بچی رہیں اور وہاں امن و امان قائم رہا اور اُن کی صورت فلاحی مملکتوں کی تھی، لیکن جب بھی اُنھوں نے سچی آسمانی تعلیمات سے انحراف کیا تو ظلم اور درندگی کا بازار گرم ہوا۔ لیکن اِن کے مقابلے میں غیر آسمانی مذاہب وہ بدھ مت ہو یا ہندومت اُن کے پیروکاروں کا معاملہ بڑا عجیب رہا ہے۔ وہ اپنے ہم جنس یعنی انسانوں کے لیے کبھی نرم خُو نہ رہے البتہ حیوانوں اور کیڑے مکوڑوں کے بارے میں بڑی حساسیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہندو گائے کو پوجتے ہیں، اِسی طرح دوسرے جانوروں کو تکلیف دینا گناہ سمجھتے ہیں۔ بدھ اپنے منہ پر کپڑا باندھتے ہیں کہ کوئی کیڑا اندر جا کر ہلاک نہ ہو جائے۔ لیکن دوسری طرف انسانوں پر ظلم وستم کرتے ہیں اور اُن کی جان مال اور عزت کو جس طرح برباد کرتے ہیں اُن کے ساتھ ایسا غیر انسانی سلوک کرتے ہیں جس سے خود انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ اِس کا ثبوت درکار ہو تو بھارت اور میانمار کی گزشتہ پون صدی کی تاریخ کا جائزہ لے لیں تو آپ کو سورۃ التین کی آیات 4،5 کا عملی نمونہ مل جائے گا۔ معلوم ہو جائے گا کہ جب انسان پستی کا مسافر بن جاتا ہے تو کس حد تک گر جاتا ہے، اس کے سیاہ کرتوتوں سے انسانیت منہ چھپانے لگتی ہے۔

ہم اِس تحریر میں صرف بھارت اور ہندو قوم کا ذکر کریں گے۔ ہندو قوم نے ہمیشہ خود کو احسان فراموش اور محسن کش ثابت کیا ہے۔ برصغیر میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی مسلمانوں نے بارہویں صدی عیسوی سے اٹھارویں صدی کے اختتام تک یعنی تقریباً چھ سو سال حکومت کی۔ وہ دور مطلق العنان حکومتوں کا دور تھا اگر مسلمان جبر سے کام لیتے اور لاٹھی کا استعمال کرتے اور ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے تو کیا یہ ممکن تھا کہ برصغیر میں ہندوؤں کی اکثریت آخر تک قائم رہتی؟ اِس اکثریت کی وجہ سے 1947ء میں بھارت ایک بڑا ملک بننے میں کامیاب ہو گیا۔ گویا موجودہ بھارت کا وجود ماضی میں اُن کے مسلمان آقاؤں کا مرہونِ منت ہے۔ ہندوؤں نے احسان فراموشی اور محسن کُشی کا پہلا مظاہرہ تقسیم ہند کے وقت کیا۔ جب اُنھوں نے

مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اگرچہ فرنٹ فٹ پر سکھ تھے لیکن درحقیقت وہ سب کچھ ہندوؤں کی پشت پناہی کی وجہ سے کر رہے تھے۔ یہ جبر واستبداد اور ظلم وستم کا ایسا مظاہرہ تھا کہ مہاجرین کی حالت زار دیکھ کر قائداعظم جیسا مضبوط اعصاب کا مالک بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ جلد ہی سکھوں کو بھی احساس ہوگیا کہ ایک عیار اور مکار قوم کا ساتھ دے کر اُنھوں نے ہمالائی غلطی کی ہے۔ بہرحال اُنھیں خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اندرا گاندھی جو کانگرس کی ایک عیار لیڈر اور بھارت کی وزیراعظم تھیں۔ اُنھوں نے 1984ء میں سکھوں کے خلاف بلیوسٹار نامی آپریشن کیا۔

حال ہی میں اُس دور کے پنجاب کے گورنر آنجہانی بی ڈی پانڈے کی کتاب ''اِن سروس آف انڈیا'' اُن کی بیٹی نے شائع کی ہے۔ جس میں پانڈے انکشاف کرتے ہیں کہ بلیوسٹار آپریشن کا ڈراما دربار صاحب پر حملہ کرنے کے لیے رچایا گیا تھا جس میں بارہ سو سکھ مار دیے گئے تھے۔ وہاں اندرا گاندھی نے خود اسلحہ رکھوا کر پاکستان پر اسلحہ سپلائی کرنے کا الزام لگا دیا تھا۔ بعدازاں بھارت میں بی جے پی کی حکومت بن گئی۔ ہمارے ہاں اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بی جے پی کے اعلانات اور کارنامے یعنی مسلمانوں سے بھارت کو پوتر کر لینے کا عزم، ایک کلو گائے کا گوشت رکھنے والے کو قتل کر دینا، سمجھوتہ ایکسپریس کو مسافروں سمیت جلا دینا، گجرات میں مسلمانوں کو اجتماعی طور پر ذبح کر دینا، کشمیر کو ایک بڑی جیل کی شکل دے دینا اور کشمیری لیڈروں کی لاشوں پر قبضہ کر لینا، یہ بنیادی طور پر صرف بی جے پی کا نظریہ تھا جسے اُس نے برسرِ اقتدار آ کر عملی جامہ پہنایا۔ یقیناً یہ سب کام بی جے پی کے دور میں ہی ہوئے ہیں اور بی جے پی مسلمانوں کے خون کی پیاسی جماعت بن کر سامنے آئی ہے، لیکن اِن لوگوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اِن سب کاموں کے لیے پیپر ورک کانگرس کے دور میں ہی ہوا تھا۔ کانگرس کے ہندو لیڈروں نے صحیح معنوں میں بغل میں چھری منہ میں رام رام کا روپ دھارا ہوا ہے۔ جبکہ بی جے پی سمجھتی ہے کہ ایسی سفارت کاریوں سے اور ایسے دکھاوے کے کاموں سے مسلمانوں کی بھارت سے مکمل صفائی کا ہدف حاصل کرنے میں زیادہ وقت لگ جائے گا جو اُنھیں قبول نہیں۔

بہرحال بی جے پی کے 2014ء سے شروع ہونے والے دورِ حکومت میں بھارت کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں پر ظلم و جبر اپنی انتہاء کو پہنچ گیا ہے اور کشمیر کی سرزمین بھارتیوں کے بہیمانہ ظلم وستم سے سرخ رنگ ہو رہی ہے۔ 2019ء میں رسوائے زمانہ شہریت بل پاس کرنے کے بعد آسام کی انتہاء پسند ہندو حکومت نے گزشتہ چند مہینوں سے مسلمانوں کی کچی بستیوں کو خالی کرانے کی مہم چلا رکھی ہے۔ حکومت وہاں کے مقامی افراد کو 'درانداز' کہتی ہے۔ اس طرح سے لاکھوں بے زمین اور غریب لوگ آسام کے مختلف شہروں میں جگہ جگہ آباد ہیں۔ ایسی ہی 'غیر قانونی تجاوزات' کے خلاف حکومتی کارروائی کے دوران ضلع درانگ کے علاقے سیپا جھار میں گزشتہ ہفتے ہونے والے تصادم میں ہلاک ہونے والے شخص کی لاش کی بے حرمتی کی ویڈیو منظرعام پر آئی اور پھر اس حوالے سے سوشل میڈیا پر شدید مذمت بھی کی گئی۔

انسانی حقوق کے حوالے سے اب تو صورتِ حال اس قدر بگڑ گئی ہے کہ وہ امریکہ اور یورپ جو اُٹھتے بیٹھتے بھارت کے ناز اُٹھاتے ہیں اور جمہوریت اور انسانی حقوق کے حوالے سے بھارت کے دامن پر لگنے والے داغوں کی دھلائی کرتے رہتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اِس حوالے سے بھارت کا دفاع اب اُنھیں دُوبھر لگنے لگا ہے۔ اُنھیں بھی تو اپنی کریڈیبلٹی قائم رکھنی ہے، وگرنہ دنیا کا اعتبار اُٹھ جائے گا، لہٰذا اُنھیں کچھ نہ کچھ کہنا پڑتا ہے۔ امریکی کمیشن کے مطابق انڈیا میں مذہبی آزادی کی صورتِ حال پریشان کن ہے۔ بی بی سی ہندی کے مطابق جھونپڑیوں پر مشتمل اس بستی کے ہزاروں لوگوں نے زمین خالی کرانے کی اس مہم کے خلاف مزاحمت کی تھی اور اس موقع پر پولیس کی فائرنگ سے دو افراد شہید اور کئی زخمی ہو گئے تھے۔ شہید ہونے والوں کی شناخت صدام حسین اور شیخ فرید کے نام سے ہوئی ہے۔ اس تصادم کی ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ہاتھ میں کیمرا لیے ایک شخص ہلاک ہونے والے شخص کی لاش پر کود رہا ہے۔ بعد میں سامنے آنے والی اطلاع سے معلوم ہوا کہ لاش پر کودنے والا شخص ایک مقامی فوٹوگرافر ہے جس کی خدمات ضلعی انتظامیہ نے صورتحال کو ریکارڈ کرنے کے لیے حاصل کی تھیں۔ اس پر بعض عرب ممالک میں سرکاری سطح پر بھارت کی مذمت کی گئی جو کہ خوش آئند ہے۔ کویت کی پارلیمنٹ نے بھارت کے خلاف مذمتی قرارداد پاس کی۔ دوحہ میں ایک بڑا مظاہرہ ہوا۔ عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد الخلیلی کی جانب سے کھلے الفاظ میں بھارتی حکومت کی مذمت کی گئی اور اُمت مسلمہ سے اپیل کی گئی کہ سرکاری سرپرستی میں انتہا پسند ہندوؤں کی جانب سے آسام کے مسلمانوں کی نسل کشی اور مظالم روکنے کے لیے مؤثر اقدام کیے جائیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ پہلی بار ہمارے عرب بھائیوں میں کچھ حرکت دیکھنے میں آئی ہے اُن میں زندگی کے کچھ آثار نظر آئے ہیں۔ عوام کی طرف سے یہ کہا گیا ہے اور بالکل درست کہا گیا ہے کہ ہم انڈیا کے خلاف اور تو کچھ بھی نہیں کر سکتے البتہ ''بائیکاٹ انڈیا'' کی مہم سوشل میڈیا پر تو چلائی جا سکتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر عرب عوام انتہائی سنجیدگی اور تسلسل سے یہ مہم چلاتے ہیں تو بھارت کی چیخیں نکل جائیں گی اور وہ جلد گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ یہ مہم اتنے زوردار انداز میں چلائی جائے کہ عرب حکمران بھی اثر انداز ہوں اور وہ سمجھیں کہ اُنھیں مسلمانانِ بھارت کے حوالے سے بھارت سے بات کرنا پڑے گی۔ حرفِ آخر یہ ہے کہ مسلمانوں کو صحیح معنوں میں ایک وحدت بننا ہوگا۔ جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ اپنے اندرونی و بیرونی مسائل کے حل کے لیے اِسلام اور صرف اِسلام کو بنیاد بنائیں۔ گویا ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

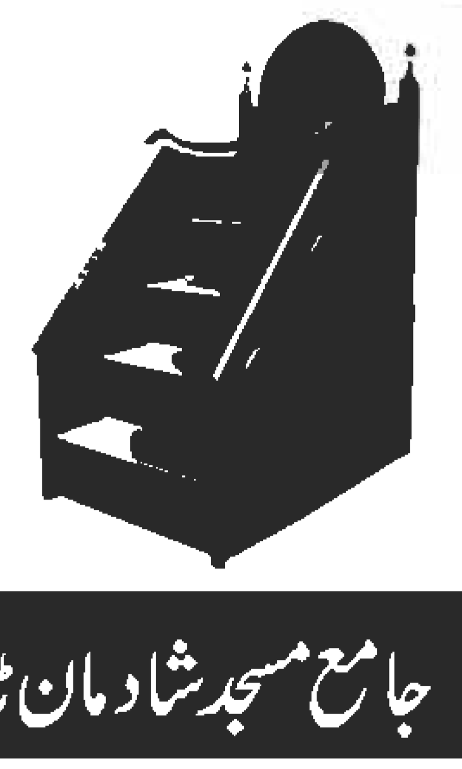

نظامِ عدل وقسط ناگزیر ہے

(سورۃ الرحمٰن کی آیات 5 تا 9 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 24 ستمبر 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات کا مطالعہ کسی درجے میں ہو چکا ہے۔ اب اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور نعمتوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں بھی ہیں جو روحانی اعتبار سے ہمارے لیے بہت اہم اور ضروری ہیں۔ ان میں قرآن حکیم کا ذکر آیا جو روحانی نعمتوں سے اعلیٰ ترین نعمت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں بھی ہیں جو مادی اعتبار سے ہمارے لیے بہت ضروری ہیں ان کا ذکر بھی آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات اپنی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ ہم ان میں غور وفکر کر کے اللہ کی معرفت حاصل کر سکیں۔ نظام کائنات میں جو ایک توازن ہے اس میں بھی ہمارے لیے سبق اور نشانیاں ہیں۔ فرمایا:

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵﴾ ''سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔''

سورج اور چاند کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن حکیم میں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی کچھ قوانین مقرر فرمائے ہیں اور یہ بھی اللہ کے قانون کے پابند ہیں۔ سورۂ یٰسین میں فرمایا:

''نہ تو سورج کے لیے ممکن ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔ اور یہ سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔'' (آیت:40)

اس کائنات کے اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نشانیاں، اس کا تعارف، اس کی پہچان کی جابجا موجود ہیں۔ دن رات کا نظام ہو، موسموں کا تغیر ہو، فصل کا اُگ جانا ہو، یا سورج اور چاند کی گردش ہو اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے بھی جو آج کے جدید سائنسی دور میں افلاک میں نئی نئی دریافتیں کر رہے ہیں۔ قرآن حکیم جابجا ان نشانیوں میں غور وفکر کرنے کی ترغیب وتشویق دلاتا ہے۔ غور کریں کہ انسان خود جو مصنوعات تیار کرتا ہے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شے استعمال کے چھ مہینے کے بعد ڈسپوز آف ہو جائے گی، کچھ تین ماہ کے بعد ہو جائیں گی، کچھ سال بھر کے بعد ہو جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی اس صناعی کو دیکھا جائے کہ صدیاں گزر گئی ہیں یہ سورج اسی طرح نکلتا ہے، اسی طرح غروب ہوتا ہے، اسی طرح روشنی دیتا ہے، اسی طرح اس کی حرارت سے زمین پر نباتات اُگتی ہیں، پھلوں کے اندر رس پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ صدیوں سے یہ نظام چلا آ رہا ہے۔ اس میں رخنہ نظر نہیں آتا اور نہ اس نظام کا توازن بگڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بھی غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ ارشاد ہوا:

مرتب: ابو ابراہیم

''تم نہیں دیکھ پاؤ گے رحمٰن کی تخلیق میں کہیں کوئی فرق۔ پھر لوٹاؤ نگاہ کو، کیا تمہیں کہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر لوٹاؤ نگاہ کو بار بار (کوئی رخنہ ڈھونڈنے کے لیے) پلٹ آئے گی نگاہ تمہاری طرف ناکام تھک ہار کر۔'' (الملک:4)

جس دور میں ہم جی رہے ہیں اس میں الحاد کا شکار ہو جانے والے ایتھسٹ بھی ملتے ہیں مگر اسی دنیا میں وہ لوگ بھی ہمارے سامنے آ رہے ہیں جو تحقیق اور غور وفکر کے بعد اسلام قبول کر رہے ہیں کیونکہ ان کی تحقیق نہیں بتاتی ہے کہ یہ کائنات بہرحال ایک حادثہ نہیں ہے کہ خود بخود وجود میں آ گئی ہو، یہ سارا نظام خود بخود نہیں بن گیا اور اس نظام کو تحفظ اور توازن خود بخود نہیں مل رہا بلکہ کوئی ہے جو اس پورے نظام کائنات کو چلا رہا ہے۔ جو کوئی بھی اس نظام کو چلا رہا ہے اس نے ہر چیز بڑی نپے تلے انداز میں مقرر کی ہے۔ اگر زمین سورج سے تھوڑی سی بھی مزید قریب ہوتی تو یہاں زندگی کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر تھوڑا سے فاصلہ مزید ہوتا تو پھر بھی یہاں ہر شے جم کر ٹھوس ہو جاتی۔ قرآن حکیم کا اسلوب بڑا سادہ ہے کہ وہ انسان کو اس کائنات میں اور خود اپنے اندر جھانکنے کی دعوت دیتا ہے۔

آگے ارشاد ہوا:

﴿وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶﴾ ''اور ستارے اور درخت (اللہ کو) سجدہ کرتے ہیں۔''

اس میں مراد ہے کہ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو حکم ان کو عطا کیا، جو قانون ان کے لیے طے کر دیا، یہ اسی پر عمل پیرا ہیں۔ یہ اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اسی لیے کائنات میں کہیں کوئی رخنہ یا عدم توازن نہیں ہے۔ یہ انسان ہیں جو اللہ کی ناشکری کرتے ہیں اور نافرمانی اور ہٹ دھرمی پر آ جاتے ہیں۔ اس حوالے سے اب آگے تذکرہ آ رہا ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷﴾ ''اور آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کی۔''

آسمان خود بخود نہیں بن گیا، خود بخود بلند نہیں ہو گیا، اللہ نے بنایا اور اللہ نے اس کو بلندی عطا کی ہے۔ سائنسی حقائق عام طور پر انسان کو وہاں تک لے کر جاتے ہیں جہاں تک سائنس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ آج ایک چیز مشاہدہ اور تجربے میں آئی تو اس کو مان لیا گیا۔ بہت عرصہ پہلے تک لوگ سمجھ رہے تھے کہ زمین چپٹی ہے اور سورج زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ لیکن پھر سائنس نے مشاہدہ کیا تو معاملہ اس کے الٹ سامنے آیا۔ مزید دریافتیں ہوئیں تو پتا چلا کہ زمین کا سورج سے اور چاند کا زمین سے اتنا فاصلہ ہے، پھر نظام شمسی کے متعلق نئی دریافتیں سامنے آئیں۔

پھر معاملہ آگے بڑھا تو ہماری گلیلکسی تک پہنچا، اس سے آگے مزید گیلکسیز دریافت ہوئیں۔ پھر بگ بینگ کا تصور آ گیا۔ اس سے آگے ایکسپینڈ ڈیونیورس کا تصور آ گیا۔ اس سے آگے سائنس بڑھی تو بلیک ہولز کا تصور آ گیا۔ لیکن اللہ اس سے اگلی بات ہمارے سامنے رکھتا ہے کہ تم نے یہ سب تو دریافت کرلیا مگر کیا تم نے یہ بھی غور کیا کہ یہ سب کچھ خود بخود وجود میں آ گیا ہے؟ قرآن بتاتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس ساری پرفیکشن کے پیچھے وہ پرفیکٹ ذات ہے جس نے اس پوری کائنات کو بنایا ہے اور اس میں توازن قائم کیا ہے اور جو اس کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ انسان کا ایمان اور عقیدہ بتاتا ہے اور انسانی عقل بھی بتاتی ہے کہ یہ خود بخود دھونے والا معاملہ نہیں۔

﴿وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝٧﴾ ’’اور میزان قائم کی۔‘‘

حادثہ جہاں پہ ہوتا ہے وہاں ہر چیز درہم برہم ہوتی ہے، اس کائنات میں جتنا cosmic balance ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ حاثاتی طور پر وجود میں نہیں آ گئی اور نہ خود بخود ایسا نظام بن سکتا ہے کہ ہر ایک چیز کے اندر ایک توازن ہے، ایک ترتیب اور ایک تحفظ ہے۔ ہر چیز نپے تلے انداز کے مطابق ہے۔ نکتہ سمجھنے کا یہ ہے کائنات کا خالق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، اسی نے یہ زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے بنائے۔ اُسی نے ان کے لیے حکم جاری کر دیا اور یہ سب اجسام اُس کے حکم کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ وہاں پر عدم توازن نہیں۔ اسی اللہ نے انسان کو پیدا کیا، اس کو شعور اور کچھ اختیار دیا:

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝٣﴾ (الدھر)

’’اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے، چاہے ناشکرا ہو کر۔‘‘

اسی اللہ نے انسان کے لیے شریعت کو میزان بنایا کہ وہ اس پر عمل کرے مگر انسان کے رویے اور سوچ میں عدم توازن آ گیا۔ جب بندے اپنے اختیار کو غلط طور پر استعمال کریں، اللہ کی میزان میں ڈنڈی ماریں، شریعت کی پاسداری نہ کریں تو پھر زمین پر طوفان آتا ہے، بربادی آتی ہے اور ہلاکتیں ہوتی ہیں اور ڈس آرڈر آتا ہے۔ اسی لیے آگے فرمایا:

﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝٨﴾ ’’تاکہ تم میزان میں زیادتی مت کرو۔‘‘

قرآن مجید کے نزول کا بڑا مقصد یہ ہے کہ بندوں کے درمیان عدل قائم ہو جائے۔ بندے عدل وقسط پر مبنی معاشرت قائم کریں جس کے لیے اللہ نے رسولوں کو بھیجا، جس کے لیے اللہ نے کتابیں عطا فرمائیں، جس کے لیے اللہ نے شریعت کی میزان عطا فرمائی۔ سورۃ الحدید میں اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کے اس انقلابی پہلو کو نمایاں فرمایا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الحدید:25)

’’ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔‘‘

یہاں میزان سے مُراد شریعت ہے۔ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا، کیا حلال کیا حرام، کیا اوامر ہیں کیا نواہی ہیں ان سب باتوں کا تعین شریعت میں کر دیا گیا تاکہ انسانی معاشرت میں عدل اور توازن قائم ہو۔ یہاں فرمایا:

﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝٨﴾ ’’تاکہ تم میزان میں زیادتی مت کرو۔‘‘

پورے نظامِ کائنات میں ایک توازن ہے لہٰذا انسانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اپنی معاشرت میں، سیاست میں، معیشت میں ایک توازن قائم کریں اور اسی کے لیے اللہ نے کتاب اور شریعت دے کر اپنے پیارے رسول ﷺ کو بھیجا۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے بھی تقاضا کرتا ہے کہ تم بھی اپنے معاملات میں عدل اور توازن قائم کرو۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو، کسی کا حق نہ مارا جائے، جس کا جو حق ہے اس کو پہنچ جائے۔ اسی طرح قومی اور ملکی سطح پر عدل قائم ہو اور قانون ہر ایک کے لیے برابر ہو۔ سزائیں سب کے لیے ایک جیسی ہوں۔ کسی پر ظلم نہ ہو۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا

پریس ریلیز 18 اکتوبر 2021ء

بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی مودی حکومت کا اصل ہدف ہے

شجاع الدین شیخ

بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی مودی حکومت کا اصل ہدف ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے آسام میں مسلمان کی لاش کی حکومتی اہلکاروں کے ہاتھوں بے حرمتی کی وائرل ہونے والی ویڈیو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ جب سے بی جے پی کی انتہا پسند حکومت نے آسام میں رسوائے زمانہ شہریت قانون منظور کیا ہے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کو ’’درانداز‘‘ قرار دے کر اُن کے گھروں اور زمینوں سے اُنھیں جبراً نکالا جا رہا ہے اور اُنھیں ایسی جگہوں کی طرف دھکیلا جا رہا ہے جہاں زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی موجود نہیں۔ جب مقامی لوگ اِس بے دخلی کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں تو اُن پر بدترین تشدد کیا جاتا ہے جس سے بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہو چکے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ درحقیقت بی جے پی اپنے اس منشور پر اب تیزی سے عملدرآمد کر رہی ہے کہ وہ بھارت کی سرزمین کو مسلمانوں سے پاک کر دے گی۔ اُنھوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اِس واقعہ نے عرب بھائیوں کو بھی جھنجھوڑ دیا ہے۔ کویت کی پارلیمنٹ نے بھارت کے خلاف مذمتی قرارداد منظور کی ہے۔ علاوہ ازیں عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد الخلیلی نے امتِ مسلمہ سے اپیل کی ہے کہ بھارت میں سرکاری سرپرستی میں مسلمانوں کی نسل کشی اور مظالم روکنے کے لیے موثر اقدام کیے جائیں۔ اُنھوں نے عرب بھائیوں کی جانب سے سوشل میڈیا پر بائیکاٹ انڈیا ٹرینڈ کا بھی خیر مقدم کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ضرورت اِس امر کی ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر اسلام دشمن بھارت کا مکمل تجارتی، سفارتی اور سماجی بائیکاٹ کریں تاکہ بھارت کے ہوش ٹھکانے آ جائیں اور وہ مسلمانوں کے خلاف ایسے اقدام کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾ ''اور قائم رکھو وزن کو انصاف کے ساتھ اور میزان میں کوئی کمی نہ کرو۔''

یہاں اقیموا کا لفظ اسی طرح آیا ہے جس طرح اقیموا الصلوٰۃ کے لیے آتا ہے۔ یعنی جس طرح نماز کو قائم کرنے کا حکم اللہ دیتا ہے اسی طرح عدل وانصاف کو قائم کرنے کا حکم بھی اللہ دے رہا ہے۔ یہ حکم انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی زندگی کے لیے ہے۔ یعنی بندوں کے باہمی معاملات کے اندر، لین دین کے اندر، حقوق وفرائض کے معاملے میں بھی عدل قائم ہونا چاہیے اور اجتماعی سطح پر چاہے سیاست کا میدان ہو، معیشت کا میدان ہو یا معاشرت کا میدان ہو وہاں بھی عدل وانصاف قائم ہونا چاہیے۔ اسی مقصد کے لیے اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو بھیجا۔ آپ سے کہلوایا گیا:

﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ﴾ (الشوریٰ:15)
''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔''

اس حکم کی عجیب شان یہ ہے اللہ خود اپنے بارے میں فرماتا ہے:
﴿قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ﴾ (آل عمران:18) ''وہ عدل وقسط کا قائم کرنے والا ہے۔''

اس کائنات کو اللہ نے عدل وقسط اور انصاف پر بنایا ہے، اللہ تم سے بھی چاہتا ہے کہ انصاف کا معاملہ کرو، اللہ نے رسولوں کو بھیجا تا کہ انسانیت عدل وقسط پر قائم ہو، انصاف پر قائم ہو۔ اللہ نے اپنے پیغمبر امام الانبیاء محمد مصطفی ﷺ سے کہلوایا کہ مجھے تمہارے درمیان عدل قائم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ آج اس عدل کو قائم کرنے کی ذمہ داری اُمت کے کاندھوں پر ہے۔ لیکن یہ اُمت آج اس اہم فریضہ کو بھول چکی ہے۔ آج اُمت غیروں کے آگے ہاتھ پھیلائے نظر آتی ہے کہ اپنے ماہرین بھیج کر ہمارے معاملات طے کرو، حالانکہ یہ وہ اُمت تھی جس کو اللہ نے اسی خاص مقصد کے لیے چنا تھا کہ یہ دنیا میں عدل وقسط کا نظام قائم کرے گی۔ فرمایا گیا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بن جاؤ'' (المائدہ:8)

اس انفرادی اور اجتماعی سطح پر عدل وقسط کے قیام کے لیے اللہ کے دین کا غالب کیا جانا لازمی شرط ہے۔ اس کے بغیر عدل وقسط قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ قرآن حکیم ہم سے مطالبہ کرتا ہے:

﴿اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ﴾ ''کہ قائم کرو دین کو۔'' (الشوریٰ:13)

اللہ کے دین کو قائم رکھو اور ایک ترجمہ ہے کہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرو تا کہ زمین پر عدل قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ عدل کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ کا ایک نام العادل ہے یعنی عدل فرمانے والا۔ لہٰذا مخلوق میں عدل تب قائم ہوگا جب خالق کا قانون نافذ کیا جائے گا۔ ورنہ مخلوق پر مخلوق کا قانون نافذ کیا جائے گا تو ظلم ہوگا، زیادتی ہوگی، عدم توازن ہوگا، ڈس آرڈر ہوگا۔ امراء کے ہاتھ میں سارے قوانین دیے جائیں تو وہ غریبوں کو کھا جائیں گے۔ سرمایہ دار قوانین بنائیں گے تو مزدور برباد ہو جائیں گے۔ مزدور قانون بنائیں گے تو سرمایہ دار رُل جائیں گے۔ مردوں کے ہاتھ میں کل اختیار ہو تو عورتوں کا استحصال ہوگا اور عورت کوئی نظام بنائے گی تو مردوں کے ساتھ انصاف نہ ہوگا۔ اس کے برعکس تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہی ہر مخلوق کی ضروریات کو بخوبی جانتا ہے۔ اسی لیے اگر خالق نظام بنائے گا تو وہ متوازن بھی ہوگا اور عدل وقسط پر مبنی بھی ہوگا۔

آج دنیا میں عدل وانصاف نہیں ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ انسانوں کا بنایا ہوا نظام ہر طبقے کے انسان کو انصاف نہیں دے سکتا۔ ہمارے ہاں انگریز جو نظام بنا کر گیا وہ اس کے پالے ہوئے طبقے کا آج بھی تحفظ کرتا ہے جبکہ عام آدمی کا استحصال کرتا ہے۔ سابق گورنر پنجاب سلیمان تاثیر کا قتل کیوں ہوا؟ اس لیے کہ جب اس نے گستاخ رسول کی مدد کی تو پورے پاکستان میں کہیں بھی اس کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں ہو سکی۔ اس لیے کہ وہ گورنر تھا۔ اسی طرح معاشی سطح پر دیکھیں تو ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ دولت کو اڑانے کے راستے تلاش کرتا ہے اور اپنے کتوں پر، گھوڑوں پر، عیاشیوں پر اربوں ڈالر خرچ کر ڈالتا ہے جبکہ دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو دو وقت کی روٹی کے لیے ترستا ہے، آئے روز کئی لوگ جو اپنی اولاد کو بھوک سے بلکتا نہیں دیکھ سکتے وہ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ یہ جو طبقاتی کشمکش کا اور تقسیم وتفریق کا معاملہ ہے اسی کو ختم کرنے کی بات اسلام کرتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: بالفرض محال اگر فاطمۃ الزہرہ ؓ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ آپ ﷺ نے فقط عدل قائم کرنے کے واعظ نہیں کہے بلکہ عملی طور پر عدل وقسط پر مبنی نظام قائم کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ کے بعد اس سطح پر اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد اور اللہ کے دین کے نفاذ کی جدوجہد ہمارا فرض ہے۔ یہی تقاضا یہاں بھی کیا جا رہا ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾﴾ ''اور قائم رکھو وزن کو انصاف کے ساتھ اور میزان میں کوئی کمی نہ کرو۔''

انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک یہاں عدل کا قیام ہو، عدل کا نفاذ ہو۔ یہ ہے اسلام کا وہ انقلابی پہلو جس کی تعلیمات آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ملتی ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت کے اس انقلابی پہلو کو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا۔

کچھ عرصے پہلے Empire of faith کے عنوان سے ایک ڈاکومنٹری بنی تھی۔ اس میں تقریباً 20 غیر مسلم سکالرز کے انٹرویوز شامل تھے۔ سب کے نکات رسول اللہ ﷺ کی تحسین پر مبنی تھے۔ ان میں بنیادی نکتہ یہ تھا: The beauty of teaching prophet Muhammad (s.a.w) is the catching word: Justice. یعنی محمد مصطفی ﷺ کی تعلیمات کا خوبصورت ترین نکتہ عدل ہے اور محمد ﷺ نے عدل کے فقط وعظ نہیں کہے بلکہ بالفعل عدل کو قائم کر کے دکھایا جس کے مظاہر حضور ﷺ کے دور میں اور خلافت راشدہ کے دور میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ خواہ وہ فلاحی تصور ہو، کفالت کا معاملہ ہو، حتیٰ کہ غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی بات ہو، لوگوں کو جینے کا حق میسر ہو اس حوالے سے کمال کی شان ہمیں سیدنا عمر فاروق ؓ کے دور مبارک میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ ہے عدل کا وہ پہلو کہ اللہ تعالیٰ خود العادل ہے، اس نے اس کائنات کو عدل کے ساتھ بنایا، وہ خود عدل کو قائم کرنے والا ہے اور عدل کو قائم کرنے کے لیے اپنے پیغمبروں کو اس نے بھیجا۔ اللہ نے امام الانبیاء ﷺ کا مقصد بعثت بھی عدل کو قائم کرنا بتایا اور اللہ اس امت محمدیہ ﷺ سے بھی یہی تقاضا کرتا ہے کہ عدل وقسط کا نظام انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

9

حضورِ رسالت ـ 6 ـ (II)

بہ راغاں لالہ رُست از نو بہاراں
بصحرا خیمہ گستردند یاراں
مرا تنہا نشستن خوشتر آید
کنارِ آب جوے کوہساراں

ترجمہ سبزہ زار میں نئی بہار کے آنے سے لالے کے پھول کھل گئے (اور) دوستوں نے صحرا میں خیمے لگالیے۔ مجھے پہاڑوں کے سلسلے میں نہر کے کنارے (محبوب کی یادوں میں) اکیلے بیٹھنا زیادہ اچھا لگتا ہے۔

تشریح غلامی کے اس دور میں مادی اور دنیاوی ترقی کے راستے کھل گئے ہیں اور اُمت مسلمہ کے ELITE طبقہ کے لوگ قابض ظالم استعمار سے دوستی کر کے مفادات سمیٹ رہے ہیں، مراعات اور جاگیریں حاصل کر رہے ہیں اور امت مسلمہ کی صحیح سمت میں رہنمائی کی ذمہ داری سے غافل و عاری ہیں۔ ہر طرف یہ آسودہ حال طبقہ دنیاوی عیش میں لگا ہوا ہے، سیر سپاٹے، اعلیٰ رہائشیں، جاگیریں، سواریاں اور حکومتی عہدے ان کے پاس ہیں۔ یہ آسودہ حال طبقہ صحراؤں، باغوں، چشموں اور کھیتوں میں دنیاوی عیش میں ہے۔

پورے جنوبی ہند میں ایک (علامہ اقبال) میں ہوں کہ مجھے یہ محفلیں راس نہیں آتیں اور ان سے کنارہ کش رہتا ہوں۔ مجھے استعمار نے اعلیٰ عہدے دے کر خریدنے کی کوشش کی، مختلف حیلوں بہانوں سے عشق مصطفےٰ ﷺ کے ذریعے اُمت کی بیداری، احیائے اسلام، عالمی خلافت جیسے کام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی مگر میں نے ہر طرح کی مراعات ٹھکرا کر اس راہ پر اکیلے ہی چلنے کو ترجیح دی۔ یہ تنہائی دور پہاڑوں میں ہو یا میدانوں میں جہاں کوئی میری بات سننے والا ہو یا نہ ہو پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ امت مسلمہ کے اجتماعی مسائل پر ہی توجہ دیتا رہوں اور انہیں اپنا بھولا سبق یاد دلا کر جذبہ پیدا کرتا رہوں۔ ؎

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

حضورِ رسالت ـ 7 ـ (I)

گہے شعر عراقی را بخوانم
گہے جامی زند آتش بجانم
ندانم گرچہ آہنگِ عرب را
شریکِ نغمہ ہاے ساربانم

ترجمہ (علامہ اقبال فارسی شعراء فخر الدین عراقی اور عبدالرحمٰن جامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) کبھی میں عراقی کے شعر پڑھتا ہوں، کبھی جامی (کا شعر) میری جان میں آگ لگاتا ہے۔ اگرچہ میں عرب کے گیتوں کی لے نہیں جانتا لیکن ساربان (اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے والے) کے نغموں میں شریک ہوتا ہوں۔

تشریح اُمت مسلمہ کے اجتماعی زوال، مغربی صیہونی برطانوی عالمی منحوس استعمار کے غلبہ میں امت مسلمہ کی زبوں حالی اور شرق و غرب میں امت پر مُلگا جبریًّا کے پھیلاؤ کے ماحول میں میں تنہا سوچتا رہتا ہوں۔ کبھی عراقی کا کلام پڑھتا ہوں کہ اس نے اپنے وقت میں امت مسلمہ کو کیسے بیدار کیا۔ کبھی جامی کے عاشقانہ کلام سے اپنے دلی جذبات میں انگیخت پیدا کرتا ہوں کہ جامی نے امت مسلمہ کی بیداری میں کیا حصہ ڈالا۔ اس سے اپنی آتشِ شوق کو جلا دیتا ہوں۔ جامی نے ان الفاظ میں آپ ﷺ کو امت کے احوال بتائے تھے

ع تنم فرسودہ، جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ

پہلے مسلمانوں کا عملی زوال تھا حکمران مسلمان ہی تھے مگر آج امت مسلمہ غیر مسلم آقاؤں کے آہنی شکنجے میں جکڑی ہوئی بے دست و پا ہے اور افسوس اس بات پر ہے کہ اس کیفیت سے نکلنے کے لیے مسلمانوں میں شعور اور جذبہ بھی نہیں ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں عرب دنیا کے رہنماؤں اور ELITE CLASS کی سرگرمیوں سے زیادہ واقف نہیں کہ وہ انگریزی استعمار سے نکلنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ تاہم میں مدینہ منورہ آنے والے مسلمانوں کے نغموں، دعاؤں، آرزوؤں اور امنگوں میں برابر کا شریک ہوں۔ یہ کیفیت بقول خواجہ غلام فرید کچھ یوں ہے

؎ کیا حال سناواں دل دا کوئی محرم راز نہ ملدا

علامہ اقبال بھی اصلاحِ اُمت کے معاملات میں سخت پریشاں رہے

؎ تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف

سینٹ کی کمیٹی برائے انسانی حقوق کی طرف سے وزارت مذہبی امور کو بھیجا گیا تبدیلی مذہب کا مجوزہ بل غیر منصفانہ ہے: رضاء الحق

مجوزہ بل صرف NGO's کی دال روٹی کا مسئلہ ہے ورنہ اسلام میں کسی کو جبراً داخل نہیں کیا جا سکتا ہے: عبدالوارث

وزارت انسانی حقوق کو صرف اقلیتوں کے حقوق ہی کیوں نظر آتے ہیں 98 فیصد مسلم اکثریت کے کیا کوئی حقوق نہیں ہیں: رانا حسن

مجوزہ تبدیلیٔ مذہب بل کی آڑ میں اسلام مخالف ایجنڈا کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: وزارت انسانی حقوق کی طرف سے پیش کیے گئے جبری تبدیلی مذہب کے مجوزہ بل اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے اس پر لگائے گئے اعتراضات کی کیا تفصیلات ہیں؟

رضاء الحق: کوئی بھی قانون سازی ہو یا بل ہو وہ تدریج کے ساتھ بنتا ہے۔ جبری تبدیلی مذہب کے حوالے سے 2016ء میں سندھ اسمبلی کی کوشش سامنے آئی کہ وہاں جبری مذہب تبدیل کروانے کی روک تھام کے لیے ایک بل لایا گیا، تمام مراحل میں وہ پاس ہو چکا تھا صرف گورنر کے دستخط رہتے تھے لیکن عوام اور علماء کرام کی طرف سے جب بہت زیادہ پریشر آیا خاص طور پر مفتی تقی عثمانی صاحب کا اس حوالے سے سخت موقف سامنے آیا تو گورنر سعید الزماں صدیقی مرحوم نے اس پر دستخط نہیں کیے جس کی وجہ سے وہ منظور نہیں ہو سکا۔ پھر 2019ء میں اسی نام سے ایک بل قومی اسمبلی میں پیش ہوا لیکن وہ بھی آگے نہیں جا سکا کیونکہ اس وقت بھی علماء، عوام، اسلامی نظریاتی کونسل اور کچھ اسمبلی ممبران کی طرف سے پریشر تھا۔ حال ہی میں سینٹ کی کمیٹی برائے انسانی حقوق نے دوبارہ اس مسئلہ کو چھیڑا ہے اور اس حوالے سے ایک اور مجوزہ بل وزارت مذہبی امور کو بھیجا ہے۔ وزیر مذہبی امور پیر نور الحق قادری نے ان کیمرہ میٹنگ بلائی جس میں کچھ علماء اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین سمیت تمام ممبرز موجود تھے۔ انہوں نے اس مجوزہ بل کو رد کر دیا۔ اس خبر کو ڈان نیوز نے لیک کر دیا۔ جب یہ بات آگے بڑھی تو پیر نور الحق قادری نے خود کہا کہ یہ مجوزہ بل ہمیں آیا تھا، ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے پیش نظر اعتراضات لگا کر واپس کر دیا ہے۔ اس مجوزہ بل کے اندر بہت ساری متنازع چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ 18 سال سے کم عمر فرد مذہب تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے اور امریکہ اور برطانیہ میں بھی اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ برطانیہ میں فیتھ سنٹرز میں اٹھارہ سال سے کم کے لوگ بھی آتے تھے اور اسلام قبول کرتے ہیں۔ انہیں سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں سے حج اور عمرے کے لیے جانے کے لیے سرٹیفکیٹ چاہیے ہوتا ہے۔ اس مجوزہ بل میں دوسری قابل اعتراض چیز 90 دن کا پیریڈ ہے کہ اس دوران مذہب تبدیل کرنے والا اپنے والدین، علماء اور ذمہ داران سے مشاورت کرے، تقابل ادیان کے لیے مطالعہ کرے اور اس کے بعد تبدیلی مذہب کا اعلان کرے۔ یہ بھی غیر فطری شرط ہے۔ وزارت مذہبی امور نے اس پر بھی اعتراض لگایا۔ پھر جج کے سامنے پیش ہونے والی بات بھی غیر معقول ہے کہ جہاں یہ پتا لگایا جائے گا کہ تبدیلی مذہب میں کوئی جبر تو نہیں ہے۔ یہ اصل میں اسلام قبول کرنے میں رکاوٹیں ڈالنے والی بات ہے۔ ظاہر ہے جب اسلام قبول کرنے والے فرد کو ان جھمیلوں میں ڈالا جائے گا تو اس کے والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے جبراً مذہب تبدیل نہ کرنے پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اس چیز کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے تھا۔ لیکن مجوزہ بل غیر منصفانہ تھا لہٰذا وزارت مذہبی امور کی طرف سے ان چیزوں پر اعتراضات لگا کر واپس کر دیا گیا۔ کچھ چیزوں پر اعتراضات انہوں نے نہیں لگائے حالانکہ ان پر بھی اعتراضات لگائے جا سکتے ہیں۔ بہر حال 13 اکتوبر کو سینٹ کی ہیومن رائٹس کمیٹی میں اعتراضات کے ساتھ یہ مجوزہ بل ایک بار پھر پیش کیا جائے گا۔ اس کمیٹی کے اراکین میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی۔

سوال: قرآن میں ﴿لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ کے الفاظ آئے ہیں کہ دین قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ پاکستان میں اقلیتیں یورپ، امریکہ یہاں تک کہ بھارت سے زیادہ محفوظ ہیں۔ لیکن جبری تبدیلی مذہب کے سدباب کے حوالے سے پاکستان پر ہی کیوں پریشر آتا ہے؟

رانا حسن: اسلام قبول کرنے کے معاملے میں یہاں کوئی جبر نہیں ہے اور یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ ہم پاکستان میں رہتے ہیں، ہمارے آس پاس غیر مسلم برادری کے لوگ رہتے ہیں، ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں، ہمارا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ فلاں مسلمان نے مجھے جبراً اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہے یا پریشر ڈالا ہے۔ لیکن عالمی قوتیں ہمیشہ پاکستان پر ایسا الزام لگاتی رہتی ہیں اور اس کے پیچھے مغربی این جی اوز کی لابنگ شامل ہے کیونکہ ایسے Topic ان این جی اوز کی کمائی کا ذریعہ ہیں۔ عورت مارچ، ناموس رسالت کا قانون اور خواتین کے حقوق وغیرہ یہ چیزیں ایسی ہیں جو ان کے لیے بڑا نفع بخش کاروبار ہے۔ حالانکہ جو حقیقت ہے وہ سب کے سامنے ہے کہ یہاں دنیا کے کسی بھی ملک سے زیادہ مذہبی آزادی ہے۔ خود لندن پوسٹ کی ویب سائٹ نے جولائی 2018ء میں یہ اعداد و شمار شائع کیے کہ اس سال پاکستان میں 4749 مسلمان عیسائی بن گئے، 2097 مسلمان ہندو بن گئے، 10205 لوگ قادیانی بن گئے۔ حالانکہ پاکستان میں سرکاری سطح پر قادیانیوں پر پابندی ہے کہ وہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ لندن پوسٹ کے مطابق یہ رپورٹ محکمہ شماریات نے شوکت عزیز صدیقی کی عدالت کے میں پیش کیے۔ حال ہی میں چیف جسٹس نے کہا کہ پاکستان کے سرکاری کوٹہ میں 30 ہزار سے زائد نوکریاں اقلیتوں کے لیے مختص

ہیں۔ان اعداد وشمار کو سامنے رکھ کر ہر کوئی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا اب بھی پاکستان میں مذہبی آزادی نہیں ہے۔میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔کچھ عرصہ پہلے میری سکھ کمیونٹی کے راہنما بشن سنگھ اور ہندو کمیونٹی کے راہنما ڈاکٹر چاند سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مذہبی آزادی پاکستان میں ہے،ہمیں یورپ اور امریکہ میں بھی وہ آزادی نہیں ہے جو پاکستان میں حاصل ہے۔حالانکہ ان کو پورا اختیار ہے کہ وہ پاکستان میں رہیں یا باہر چلے جائیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہاں مکمل حقوق حاصل ہیں۔ڈاکٹر چاند نے کہا ہمیں جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے حکومت ہماری بات سنتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ این جی اوز کا مسئلہ فنڈنگ کا ہوتا ہے وہ جتنا شور مچاتی ہیں اتنی ہی انہیں فنڈنگ ملتی ہے اس لیے وہ جھوٹا پروپیگنڈا پاکستان کے خلاف کرتی رہتی ہیں۔ دوسری طرف کچھ دشمن قوتیں پاکستان پر معاشی پابندیاں لگوانے کے لیے بھی اس طرح کی لابنگ کرتی ہیں اور اس کے لیے ایسا پروپیگنڈا عالمی طاقتوں کو بڑا اپیل کرتا ہے۔

سوال: آپ چونکہ نومسلم ہیں،اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ کی تبلیغ کی وجہ سے تقریباً 1200 سے زائد لوگ اسلام لا چکے ہیں۔آپ اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں فرمایئے کہ عالمی مالیاتی ادارے اور این جی اوز کی لابنگ کی وجہ سے گزشتہ کچھ عرصہ سے آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کے خلاف بل ہماری اسمبلیوں میں پیش کیے جا رہے ہیں یہ ساری گیم کیا ہے؟

عبدالوارث: اصل میں یہ سب این جی اوز کی دال روٹی کا معاملہ ہے کیونکہ یہاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت بکتی ہے۔جب ناموس رسالت، خواتین کے حقوق یا مذہب تبدیلی کے ایشوز این جی اوز اٹھاتی ہیں تو ان کے ایک سال کا خرچہ نکل آتا ہے۔ دوسرے نمبر پر اقلیتی جماعتوں کے ممبران یہ شور کرتے ہیں۔ پھر ان جماعتوں کے مذہبی راہنما ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والوں کے والدین ہیں جو راگ الاپتے ہیں۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جس نے اسلام قبول کیا اس کو میڈیا کے سامنے ہی نہیں لایا جاتا حالانکہ اس کے سارے سٹیک ہولڈرز منظر عام پر ہوتے ہیں۔ میں خود جب مسلمان ہوا تو میرے والدین، میری کمیونٹی نے یہی پروپیگنڈا کیا کہ ہمارے بیٹے کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے۔ لیکن وہی شخص جس کو ''جبراً'' مسلمان بنایا گیا تھا وہ آج اللہ کی توفیق سے 12 سو لوگوں کو مسلمان بنا چکا ہے۔ مجھ سے کوئی کیوں نہیں پوچھتا کہ مجھ پر کتنا جبر ہوا ہے؟ اگر کسی پر جبر ہوا ہے تو عدالتیں موجود ہیں وہاں کیوں نہیں جاتے۔ اس لیے کہ ان کو معلوم ہے کہ وہاں یہ ناکام ہو جائیں گے۔

رضاء الحق: مغربی میڈیا اور این جی اوز کس قدر بد دیانتی اور جعل سازی سے کام لے کر پاکستان کو بدنام کرتی ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2019ء میں مغربی میڈیا اور این جی اوز نے گھوٹکی (سندھ) میں دو ہندو بہنوں کے اغواء کا شور مچایا اور ساری دنیا کو سر پر اٹھا لیا۔کیس عدالت میں پیش ہوا تو دونوں بہنوں نے بیان دیا کہ ہم نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔جج نے کہا کہ یہ انکوائری اس لیے کروائی گئی تا کہ دنیا جان لے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہیں۔ یہ خبریں ہمارے تمام نیوز چینلز نے کوٹ کی ہیں اور فیصلہ کسی عام عدالت نہیں بلکہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ کا ہے۔

> میں نے جب اسلام قبول کیا تو تب بھی الزام لگایا گیا کہ مجھے جبراً اسلام میں داخل کیا گیا ہے۔ اللہ کی توفیق سے اب تک 1200 غیر مسلموں کو اسلام قبول کروا چکا ہوں۔

عبدالوارث: اس مجوزہ بل کو بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے بیان کیا جا رہا ہے جبکہ ہمیں خدشہ یہ ہے کہ اس مجوزہ بل کے ذریعے بنیادی انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر 13 سال کے بچے کو پی ایچ ڈی کی ڈگری دی جا سکتی ہے تو 17 سال کے بچے کو اسلام قبول کرنے پر مسلمان ہونے کی ڈگری کیوں نہیں دی جا رہی؟ یہ انسانی حقوق کی تذلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک بچہ عاقل بالغ ہو چکا ہے وہ اپنی آزاد مرضی سے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ پر ایمان لائے بغیر آخرت میں کامیابی نہیں ہے اب اگر وہ اپنی آزاد مرضی سے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو روکنا کیا انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ اس مجوزہ بل میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی بچہ 18 سال سے پہلے اسلام قبول کرتا ہے تو اس کا اسلام منظور نہیں کیا جائے گا اور اس کو دعوت دینے والے کو پانچ سال تک سزا دی جائے گی اور تقریباً دو لاکھ جرمانہ بھی ہوگا۔ کیا یہ انسانی حقوق کی تذلیل نہیں ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ بچہ والدین کے دین پر ہوتا ہے۔ والدین اگر بالغ ہیں اور وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو ظاہر ہے ان کے بچے بھی اسلام قبول کریں گے لیکن اس مجوزہ بل کی روشنی میں وہ اسلام قبول نہیں کر سکتے۔ اس حوالے سے مولانا تقی عثمانی صاحب نے ایک فتویٰ بھی دیا ہے۔اسی طرح اس مجوزہ بل میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو سات دن کے اندر ایڈیشنل جج اس کا انٹرویو لیں گے اور اس کے بعد جج فیصلہ کریں گے وہ نوے دن comparative study کرے اس کے بعد اسلام قبول کرے۔ان سات دنوں کے اندر اگر اس کو موت آجاتی ہے تو پھر کون ذمہ دار ہے؟ کیا حکومت، ریاست اور جج اس کے ذمہ دار ہوں گے؟ بہرحال یہ ایک اسلام مخالف ایجنڈہ ہے اور اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے والا پروگرام ہے اور اس سے انسانی حقوق کی بھی شدید ترین تذلیل کی جا رہی ہے اور اسلام سے جبراً روکنے کا مجوزہ بل پیش کیا گیا ہے۔

سوال: وزیراعظم عمران خان پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کے دعویدار ہیں۔کیا ان کو اس طرح کا متنازع مجوزہ بل پیش کرنے پر انسانی حقوق کی وزارت کی جواب طلبی نہیں کرنی چاہیے؟

رضاء الحق: انسانی حقوق کی وزارت کی کمپوزیشن دیکھیں تو اس میں دو قسم کے لوگ بہت واضح نظر آئیں گے۔ ایک وہ جو مغرب کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں پیش پیش ہیں۔ وہ صرف مغربی نقطہ نظر کو مدنظر رکھتے ہیں اور اسی تناظر میں ان کے مدنظر صرف اقلیتوں کے حقوق ہوتے ہیں۔ حالانکہ بنیادی انسانی حقوق تو سب کے ہوتے ہیں۔مگر یہ اکثریت کو نکال کر صرف اقلیت کی بات کرتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنی معاش کی خاطر این جی اوز اور بیرونی ایجنڈے کو آگے بڑھاتے ہیں کیونکہ اس طرح ان کی انکم ہوتی ہے۔یعنی اسلامی نظریاتی ملک کی ایک وزارت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو فارن فنڈنگ کے لیے بیرونی ایجنڈے کو فالو کر رہے ہیں۔آج کل سول سوسائٹی کا جو تصور آ گیا ہے اس میں بھی ہر طبقہ کے افراد کو آن بورڈ نہیں لیا جاتا بلکہ ایک سکول آف تھاٹ کے لوگوں کو ہائی لائٹ کر کے اس کو سول سوسائٹی کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ عورت مارچ والے اصل سوسائٹی گردانے جاتے ہیں جبکہ مدرسے کے تعلیم یافتہ اور اسلام پسند لوگ اس سول سوسائٹی کا حصہ نہیں مانے جاتے۔ پھر فیمینزم کی تھرڈ ویو پوری دنیا میں پھیلی ہے اس کا اثر پاکستان پر بھی آیا ہے۔ یہاں جو کلیدی عہدوں پر براجمان ہیں ان کے گھر کے لوگ اسلام کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ GSP پلس کے حوالے سے آپ کے اوپر پریشر ہوگا تو آپ ان کی شرائط کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ موجودہ حکومت

کی ایک خاتون وزیر کی بیٹی یوٹیوب پر اسلام اور پاکستان مخالف بیانیہ کھل کر بیان کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ لبرل ازم کا ہوا کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ہر اسلامی بات کو منفی انداز میں پیش کرنا ہے اور مغرب سے آئی ہر بات کو پروموٹ کرنا لبرل ازم کا وطیرہ بن چکا ہے۔ پھر میڈیا کا پروپیگنڈا ہائبرڈ وار فیئر کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت حال میں یقیناً وزیر اعظم کو اس مجوزہ بل کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عوامی پریشر کے معاملے میں علماء نے کردار ادا کیا ہے اور اس طرح کے متنازعہ بل تا حال آگے نہیں بڑھ سکے۔ حکومت کو چاہیے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو ہر قسم کی قانون سازی میں آن بورڈ لے کیونکہ وہ اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہے اور اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء موجود ہیں۔

رانا حسن: وزارت انسانی حقوق کو صرف ایسے کیسز ہی کیوں نظر آتے ہیں جو کہ اقلیتوں سے متعلق ہیں۔ کیا اسلام کے ماننے والوں کے حقوق نہیں ہیں۔ اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے والے محمد زبیر کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ محمد زبیر پہلے قادیانی تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اس وجہ سے ان پر اتنے جھوٹے مقدمات دائر کیے گئے کہ کئی سال وہ جیل میں رہے ہیں، ان پر تشدد بھی کیا گیا، ان کی بیٹی کو ان سے نہیں ملنے دیا جاتا رہا۔ ان کی بیوی ابھی تک قادیانی ہے، انہوں نے جب بھی اپنے گھر (چناب نگر) جانے کی کوشش کی تو قادیانیوں نے ان کو وہاں آکر زبردستی مارا۔ ان کی ایک مفصل ڈاکومنٹری بھی بنائی گئی جسے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے دیکھا لیکن پھر بھی کسی انسانی حقوق کی تنظیم نے ان سے رابطہ نہیں کیا۔ اسی طرح کی مثال طاہر منصور کی ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا، ان کی ویڈیوز یوٹیوب پر موجود ہیں۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کی بیوی ان کے بچوں کو لے کر غائب ہوگئی اور تقریباً پانچ چھ سال ہوگئے ہیں ان کو ابھی تک اپنے بچوں کا پتا ہی نہیں ہے۔ یہ اتنا بڑا کیس اسلام آباد میں ہوا اور کسی انسانی حقوق کی تنظیم کے کان پر جوں تک نہیں رینگی حالانکہ انسانی حقوق کی وزارت کا آفس بھی اسلام آباد میں ہے، لیکن انہوں نے اس کیس کو اہمیت ہی نہیں دی۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ اس طرح کے متنازع بلوں کے پیچھے این جی اوز، عالمی مالیاتی اداروں کے علاوہ قادیانی لابی بھی ہے۔ کیا قادیانی لابی پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے میں کوئی کردار ادا کر رہی ہے؟

عبدالوارث: قادیانی بنیادی طور پر سیکولر ہیں۔ وہ اس بات کو مانتے بھی ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے تب سے لے کر اب تک پاکستان کے خلاف جتنی بڑی سازشیں ہوئی ہیں ان میں قادیانی ہاتھ ضرور ملوث ہوتا ہے۔ یا وہ خود ملوث ہوتے ہیں یا ان کے سہولت کار ہوتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر ہو یا کوئی مسئلہ ہو ظفر اللہ قادیانی کی پالیسی ہمیشہ پاکستان کے خلاف رہی۔ اسی طرح ایم ایم احمد قادیانی کو ماہر معاشیات گردانا جاتا ہے لیکن اس کی پالیسیز ہمیشہ پاکستان کے خلاف رہی ہیں۔ میرے پاس ایک قادیانی ادارے کی تیار کردہ 2020ء کے سات مہینوں کی رپورٹ ہے جس کا عنوان ہے:: Suffocation of the Faithful:: The Persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan and the Rise of International Extremism. اس رپورٹ کو پاکستان میں موجود قادیانیوں کی اعلیٰ قیادت نے تقریباً 40 برطانوی پارلیمنٹیرینز کے ساتھ مل کر تیار کیا اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلایا۔ حالانکہ یہ رپورٹ پاکستان کی سالمیت کے خلاف جاتی ہے۔ اس میں کہا گیا پاکستان میں ریاست کی سرپرستی میں اقلیتوں پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں لہٰذا پاکستان کا جی ایس پی سٹیٹس واپس لیا جائے۔ کیا پاکستان سے محبت رکھنے والا کوئی شخص ایسا کرے گا۔ یہ رپورٹ اس وقت شائع کی گئی جب ہم ایف اے ٹی ایف کے ریویو میں تھے اور صورت حال حکومت کے لیے بہت مشکل تھی۔ پاکستان کو نقصان پہنچانے کا جب بھی قادنیوں کو موقع ملتا ہے وہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کے لیے دنیا کو دھوکہ بھی دیتے ہیں۔ اس رپورٹ میں قادیانیوں نے برطانوی پارلیمنٹیر افضل خان کا نام بھی شامل کیا ہوا تھا۔ جب افضل خان سے رابطہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے تو پتا ہی نہیں ہے۔ قادیانیوں کی اس شرانگیزی کو پاکستان کی وزارت خارجہ نے بالکل سیریس نہیں لیا اور موجودہ ڈیجیٹل ڈپلومیسی میں بہت پیچھے رہی۔ جرمنی میں قادیانی asylum seekers بہت زیادہ ہیں۔ ڈی ڈبلیو جرمنی کی مشہور نیوز ایجنسی ہے اور اس کا اخبار بھی ہے۔ قادیانیوں نے وہاں پر asylum کے لیے بہت زیادہ درخواستیں دی ہوئی ہیں۔ ڈی ڈبلیو کے مطابق عدالت نے 535 قادیانیوں کی درخواستیں asylum کے لیے مسترد کر دی ہیں۔ یہ پاکستان کی عدالت نہیں ہے جہاں کہہ دیا جاتا ہے کہ مولوی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اپنی مرضی کے فیصلے کروا لیتے ہیں۔ جرمنی کی وزارت داخلہ کے ترجمان نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ: ''صرف کسی خاص مذہب سے تعلق رکھنے کی بنیاد پر جرمنی میں پناہ نہیں دی جا سکتی۔ ہر درخواست کا انفرادی طور پر جائزہ لینے کے بعد ہی پناہ دینے کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جرمنی کی انتظامی عدالتیں بھی اپنے فیصلوں میں کئی مرتبہ یہ نشاندہی کر چکی ہیں کہ پاکستان میں کئی ایسے مقامات ہیں جہاں احمدیوں کی جانوں کو کوئی خطرہ موجود نہیں ہے۔'' یعنی جو رپورٹ پہلے پھیلائی گئی وہ دھوکہ، فراڈ، جعلسازی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

سوال: آئین پاکستان میں اسلامی دفعات کو ختم کرنے کے لیے امریکی اور یورپی پریشر جو اکثر پاکستان پر آتا ہے اس کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟

رضاء الحق: ایک نظریاتی ریاست جب تک اپنی اصل یعنی اپنے نظریے کی طرف لوٹتی نہیں ہے اس وقت تک مختلف قسم کے پریشرز آتے ہی رہتے ہیں۔ وہ پریشر خارجی طاقتوں (امریکہ، برطانیہ، یورپ) کی طرف سے بھی آتے ہیں اور داخلی طور پر سیکولر، لبرل لابی بھی اس کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہمارے آئین میں قرارداد مقاصد پر عمل درآمد ہو۔ یعنی حاکمیت صرف اللہ کی ہوگی۔ پھر آئین کی دفعہ 227 میں واضح لکھا گیا ہے کہ اس ملک میں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہیں ہوگی اور جو قوانین قرآن وسنت کے منافی ہیں ان کو قرآن وسنت کے مطابق بنانا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہمارے آئین میں موجود ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول لوگوں کو دے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر آسانی سے عمل پیرا ہو سکیں۔ بہرحال جب تک ایک نظریاتی ریاست اپنی اصل کی طرف نہیں لوٹے گی تب تک یہ پریشر ختم نہیں ہوگا۔ پاکستان جب تک صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بن جاتا اس وقت تک اندرونی اور بیرونی پریشرز آتے رہیں گے۔ ارباب اقتدار سے ہماری یہی استدعا ہے کہ جس بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا اس کی طرف واپس آئیں اور جو ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم یہاں اسلامی فلاحی ریاست بنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں گے تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ یہ جدید دور میں ایک حقیقی اسلامی ریاست کا ماڈل ہے، اس وعدے کو پورا کریں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سیرتِ پاک اور ہم

ابوالکلام آزاد

ماہ ربیع الاوّل کا ورود تمہارے لیے جشن ومسرت کا پیغام عام ہوتا ہے تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اس کی یاد میں‘ اسی کے تذکرہ میں اور اس کی محبت کی لذت وسرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔ پس کیا مبارک ہیں یہ دل جنہوں نے عشق وشیفتگی کے لیے رب السمٰوٰت والارض کے محبوب کو چنا۔ اور کیا پاک ومطہر ہیں یہ زبانیں جو سید المرسلین ورحمۃ اللعالمین کی مدح وثنا میں زمزمہ سنج ہو جائیں۔ مگر کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کون ہے جس کی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لیے جشن ومسرت کا پیام ہے کیونکہ اسی مہینہ میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا تو میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں۔ کیونکہ اس مہینہ میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا‘ وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو‘ مگر آہ! تمہارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستین کو معطر کرنا چاہتے ہو۔ مگر آہ تمہاری عظمتِ اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی شام روح یکسر محروم ہے! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں۔ تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت کا ایک ذرّہ نصیب نہ ہوتا تمہاری آنکھیں رات رات بھر کی مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں۔ تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاوّل کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ سنتی۔ مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔ تمہارے دل کی بستی نہ اُجڑتی‘ تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا۔ تمہارے اعمالِ حسنہ سے اسوۂ حسنہ نبویؐ کی مدح وثناء کے ترانے اٹھتے!

تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو‘ مگر تم نے اس مقصد کو فراموش کر دیا ہے جس کے لیے وہ آیا تھا۔ یہ ماہ‘ اگر خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لیے کہ اسی مہینہ میں دنیا کی خزانِ ضلالت ختم ہوئی اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سمومِ ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

اس ماہ کی خوشیاں تو اس لیے ہیں کہ اسی میں کوہ فاراں پر وہ آتشیں شریعت‘ نمودار ہوئی جو ذلت ونامرادی سے ٹھکرائے جانے کے لیے دنیا میں نہیں آئی تھی کہ ضلالت وشقاوت‘ نامرادی وناکامی کی ذلت سے ٹھکرا دی جائے۔ وہ اللہ کے ہاتھ کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی‘ جس کی ہیبت وقہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا‘ اور کلمۂ حق کی بادشاہت اور دائمی فتح کی دنیا کو بشارت سنائی۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الفتح:28) وہ مظلوم کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی‘ وہ مسکین کی بے قراری نہ تھی بلکہ دنیا کو بے قرار کرنے والوں نے اس سے بے قراری پائی۔ وہ دردوکرب کی کروٹ نہ تھی بلکہ دردوکرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا۔ وہ جو کچھ لایا اس میں غمگین کی چیخ نہ تھی‘ ماتم کی آہ نہ تھی۔ ناتوانی کی بے بسی نہ تھی اور حسرت ومایوسی کا آنسو نہ تھا۔ بلکہ یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا۔ جشن ومراد کی بشارت تھی۔ طاقت وفرمانروائی کا اقبال تھا‘ زندگی وفیروز مندی کا پیکر وتمثال تھا۔ فتح مندی کی ہیشگی تھی اور نصرت وکامرانی کی دائمی۔

لیکن آج جب کہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو تو تمہاری نعمت وکامرانی کہاں ہے جو تمہیں سونپی گئی تھی۔ وہ تمہاری روحِ حیات تمہیں چھوڑ کر کہاں چلی گئی جو تم میں پھونکی گئی تھی۔ آہ! تمہارا اللہ تم سے کیوں روٹھ گیا؟ اور تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی غلامی کے لیے نہیں رکھا۔ کیا ربیع الاوّل میں آنے والے نے اللہ کا یہ وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لیے ہے۔ پھر یہ کیا انقلاب ہے کہ ذلت تمہارے لیے مقدر ہو گئی ہے اور عزت نے تم سے منہ چھپا لیا ہے۔ یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کام ومراد نے تمہارا ساتھ نہ دیا۔ کیا اللہ کا وعدہ سچا نہیں؟ کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں تم جو انسانوں کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہو اور ان کے حکموں کے آگے گرنا جانتے ہو‘ اللہ کے وعدہ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ کے لیے اپنے اندر کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اس کا وعدہ جھوٹا تھا نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا۔ یہ تم ہی ہو‘ تمہاری ہی محرومی اور بے وفائی ہی ہے۔ تمہارے ہی ایمان کی موت‘ اور راستی کی حرمانی ہے۔ جس نے پیمان وفا کو توڑا اور اللہ کے مقدس رشتہ کی عظمت کو اپنی غفلت وبداعمالی اور غیروں کی پرستش وبندگی سے بٹہ لگایا۔ اللہ اب بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف تمہارے ہی لیے ہے بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف اللہ کے لیے ہو جاؤ۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ لاہور غربی، اقبال ٹاؤن کے رفیق محمد حسن عارف بھٹی کے صاحبزادے حافظ اصغر کراچی میں روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

حضرت اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا بنتِ حارث

فرید اللہ مروت

سلسلۂ نسب

حضرت اُمِ حکیمؓ کا قریش کے نامور خاندان، بنومخزوم سے تعلق تھا۔ یہ ابوجہل کے حقیقی بھائی، حارث بن ہشام کی بیٹی اور عکرمہؓ بن ابوجہل کی بیوی تھیں۔ یوں ابوجہل سے بھتیجی اور بہو کا رشتہ تھا۔ اُن کی والدہ، فاطمہ حضرت خالدؓ بن ولید کی حقیقی بہن تھیں۔ اِس طرح اُن کی بھانجی ہوئیں۔ سلسلۂ نسب اِس طرح ہے: حضرت اُمِّ حکیمؓ بنتِ حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عُمر بن مخزوم۔ والدہ کا نام فاطمہؓ بنتِ ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عُمر بن مخزوم ہے۔

قبولِ اسلام:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ ’’فتحِ مکّہ کے دن حضرت اُمِّ حکیمؓ اور اُن کی والدہ فاطمہؓ دونوں اسلام لائیں اور خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔‘‘ (طبقات ابنِ سعد، جلد 8، صفحہ 400)

فتحِ مکّہ:

مکّہ فتح ہوچُکا ہے اور حرمِ کعبہ بُتوں سے پاک کر دیا گیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ملتزم کی چوکھٹ پکڑ کر اعلان فرمایا، ’’آج تم سے کوئی باز پُرس نہیں ہوگی، جاؤ تم سب آزاد ہو۔‘‘ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم سمیت قریش کے تمام سرداروں کو امان مل چُکی ہے۔ نبی کریم ﷺ بیتُ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ آس پاس صحابۂ کرامؓ بھی موجود ہیں۔ بابِ بنوشیبہ سے ایک خاتون اپنے کم سن بچّوں کے ساتھ حرم میں داخل ہوتی ہیں اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری کی استدعا کرتی ہیں۔ آج عام معافی کا دن ہے اور یہ خاتون آج صبح اسلام قبول کرچُکی ہیں۔ حضور رسالت مآب ﷺ نہایت عزّت واحترام کے ساتھ قریش کی اس معزز خاتون کا استقبال کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ’’کہو، اُمِّ حکیمؓ! کیسے آنا ہوا؟ کیا کہنا چاہتی ہو؟‘‘ لبِ اقدسؐ سے خلوص کے پھول فضا میں بکھر جاتے ہیں۔ چھوٹے بچّوں کی جانب شفقت سے دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں، ’’اِن بچّوں کا باپ کہاں ہے؟‘‘ اُمِّ حکیمؓ نہایت شرمندگی کے ساتھ زمین کی طرف نظریں جُھکائے، لرزتی آواز میں عرض کرتی ہیں، ’’یارسول اللہ ﷺ! وہ تو یمن کی جانب بھاگ گیا ہے۔‘‘ دراصل، اُن کا شوہر اُن نو مجرمین میں شامل تھا، جنھوں نے اللہ اور اُس کے نبی ﷺ کی دشمنی میں جبر واستبداد، ظلم ووحشت کی تمام حدود پار کرلی تھیں اور انہی گھناؤنے جرائم کی طویل فہرست کی بنا پر اُن کے قتل کی اجازت دی گئی تھی۔

عکرمہؓ کو بھی امان مل گئی

حضرت اُمِّ حکیمؓ نے ڈرتے ڈرتے پھر عرض کیا، ’’یارسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! کیا میرے شوہر کو بھی امان مل سکتی ہے؟‘‘ اُمِّ حکیمؓ کی اس درخواست پر صحابۂ کرامؓ سنجیدہ چہروں کے ساتھ حضور ﷺ کے جواب کے منتظر تھے۔ نبیٔ رحمت ﷺ نے نومسلم خاتون کی التجا سُنی، معصوم بچّوں کی جانب شفقت ومحبّت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ پھر اللہ کے محبوب ﷺ کا رُخِ انور دِل آویز تبسّم سے منوّر ہوا اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فیوض وبرکات کا دریا جوش میں آگیا۔

آپ ﷺ نے اپنا سَر مبارک اوپر اُٹھایا، تو سامنے حضرت اُمِّ حکیمؓ کی التجا بھری نظروں میں امید ویاس کے سائے تھے۔ معصوم بچّے اپنے مستقبل سے بے خبر حضور ﷺ کے پُرنور چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور ایک بار پھر فضا پاکیزہ الفاظ کی خوشبو سے معطّر ہوگئی۔ ارشاد ہوا، ’’اے اُمِّ حکیمؓ! ہم نے تمہارے شوہر، عکرمہ بن ابی جہل کو بھی امان دی۔‘‘ اللہ اکبر...... اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بدترین دشمن ابوجہل کا وہ بیٹا، جو باپ سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا۔ آج رحمتِ نبوی ﷺ کی بدولت امان پا گیا۔

ملک الموت چند لمحات کی دُوری پر

مکّہ فتح ہوچُکا تھا۔ قریش کے تمام سرداروں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کرلی تھی۔ ضدّی، متکبّر اور انتقام کے مارے عکرمہ نے جب یہ صُورتِ حال دیکھی، تو جدّہ کے ساحل سے ایک کشتی میں سوار ہو کر یمن کی جانب بھاگ نکلا۔ اُس کی کشتی سمندر کا پُرسکون سینہ چیرتی ہوئی اپنے سفر پر رواں دواں تھی کہ اچانک سمندری طوفان کی زد میں آکر ہچکولے کھانے لگی۔ جب بے پناہ کوششوں کے بعد بھی صُورتِ حال بہتر نہ ہوئی، تو ملاحوں کو یقین ہوگیا کہ اب کشتی کو ڈوبنے سے بچانا ممکن نہیں۔ اُنھوں نے مسافروں سے کہا کہ ’’اب صرف اللہ ہی اسے ڈوبنے سے بچا سکتا ہے، لہٰذا سب اللہ کی تسبیح پڑھو اور اُس سے مدد طلب کرو۔‘‘ عکرمہ سمیت تمام مسافر اس ناگہانی سمندری آفت سے بہت زیادہ خوف زدہ تھے۔ سمندر کی بے رحم بپھری موجوں میں پھنس کر کشتی کٹی پتنگ کی طرح ہچکولے کھا رہی تھی۔ گویا ملک الموت چند لمحات کی دُوری پر تھا۔

کفّارِ مکّہ کا بہادر ترین کمانڈر، غزوۂ اُحد میں خالد بن ولید کے ساتھ مل کر ہاری بازی پلٹ دینے والا خون خوار جنگ جُو اور دہشت کی علامت، عکرمہ جب یمن جانے کے لیے کشتی پر بیٹھے تو سلامتی سے پار اترنے کے لیے تیمناً لات وعزیٰ کا نعرہ لگایا۔ دوسرے ساتھیوں نے کہا: یہاں لات وعزیٰ کا کام نہیں ہے، یہاں صرف خدائے واحد کو پکارنا چاہیے۔ یہ بات حضرت عکرمہؓ کے دل پر کچھ ایسا اثر کرگئی کہ انہوں نے کہا: ’’اللہ کی قسم! اگر سمندر میں ایک اللہ کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا، تو خشکی میں بھی اُس کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں۔ پھر کیوں نہ مجھے محمد ﷺ کے پاس لوٹ جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ راستہ ہی سے واپس ہوگئے۔ واپسی میں بیوی جو اُن کی تلاش میں نکلی تھیں، مل گئیں۔ انہوں نے کہا میں ایک ایسے انسان کے پاس سے آرہی ہوں جو سب سے نیک، سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ میں نے اس سے تمہاری جان بخشی بھی کرالی ہے۔

شوہر کو جہنّم کی آگ سے بچالیا

حضرت اُمِّ حکیمؓ کو بارگاہِ رسالت ﷺ سے امان کا پروانہ مل چُکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس شخص سے اپنے دین کا کام لینا تھا، اس لیے اس نے عکرمہ کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع پہلے ہی روشن فرما دی تھی۔ جب اہلیہ نے امان کی خوش خبری سنائی، تو بے اختیار زبان سے نکلا، ’’کیا واقعی رسول اللہ ﷺ مجھے معاف کردیں گے؟‘‘ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کفّارِ مکّہ کا یہ جنگ جُو سردار جب خدمتِ

اقدسﷺ میں حاضر ہوا، تو آنحضرتﷺ نے نہایت گرم جوشی سے اُس کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا: ''مرحبا یاالراکب المہاجر'' یعنی ''پردیسی سوار خوش آمدید۔'' یوں عکرمہ نے مشرف بہ اسلام ہو کر نہ صرف اپنے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ ادا کیا، بلکہ آگے چل کر غزوات میں نہایت شجاعت، بہادری اور پامردی سے کفار کا مقابلہ کیا۔

حضرت عکرمہؓ کی شہادت

حضرت عکرمہؓ نے اپنی باقی زندگی جہاد کے لیے وقف کردی تھی۔ شام اور روم کے جنگی محاذوں پر دونوں میاں بیوی مصروفِ جہاد رہے۔ شام میں دریائے یرموک کے کنارے رومیوں کی بڑی فوج کے خلاف لڑا جانے والا خون ریز معرکہ اپنے عروج پر تھا۔ غازیانِ اسلام شیروں کی مانند رومیوں کی صفوں میں گھس کر اُنہیں تہس نہس کر رہے تھے۔ مجاہدین کا شوقِ شہادت آخری حد کو چھو رہا تھا۔ اور پھر جلد ہی وہ لمحہ بھی آگیا کہ جب رومی فوج اپنے ایک لاکھ، تیس ہزار فوجیوں کی بکھری لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلی اور مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب ہوئی۔

سرزمینِ یرموک کے اِس میدانِ جنگ میں تین مجاہد شدید زخمی حالت میں ایک دوسرے کے قریب پڑے تھے۔ اُن میں سے ایک حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل، دوسرے حارثؓ بن ہشام اور تیسرے عیاشؓ بن ابی ربیعہ تھے۔ مسلمان زخمیوں کی طبی امداد کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ایک شخص نے پانی کا پیالہ اُن کی طرف بڑھایا، تو عکرمہؓ نے حارثؓ کی طرف اشارہ کیا۔ پیالہ حارثؓ کے منہ کی طرف بڑھا، تو اُنہوں نے عیاشؓ کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اُنہیں پلادو۔

پیالہ عیاشؓ کی جانب بڑھایا گیا، تو اُنہوں نے اشارہ کیا ''نہیں، پہلے عکرمہؓ کو پلاؤ۔'' پانی پلانے والا عکرمہؓ کی جانب بڑھا، تو وہ جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ وہ حارثؓ کی طرف پلٹا، تو اُن کی روح بھی پرواز کر چکی تھی۔ جلدی سے پانی کا پیالا عیاشؓ کی جانب بڑھایا لیکن وہ بھی جنّت جا چکے تھے۔ کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ حضرت عکرمہؓ نے جنگِ یرموک نہیں، اجنادین کے معرکے میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت پائی، تاہم بیش تر نے اُن کی شہادت کا واقعہ جنگِ یرموک ہی کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔

پیرہنِ عروسی میں جہاد

حضرت اُمّ حکیمؓ کو اپنے شوہر، حضرت عکرمہؓ سے بے حد محبّت تھی۔ اسی محبت کی بنا پر وہ اُنھیں معافی دلوانے کے لیے رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، پھر شوہر کی تلاش میں یمن تک جا پہنچیں اور اُنہیں ساتھ لاکر حضورﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ اِس طرح اُنہوں نے اپنے شوہر کو دوزخ کی آگ کا ایندھن بننے سے بچالیا۔

حضرت اُمّ حکیمؓ اپنے شوہر کی شہادت کے بعد دیارِ غیر میں اکیلی رہ گئی تھیں۔ اُنھوں نے عدت کے دن شام ہی میں گزارے۔ بعدازاں، کئی صحابۂ کرامؓ نے اُنھیں رشتے کے پیغامات بھجوائے، تاہم اُنہوں نے اپنے لیے بلند پایہ صحابی، حضرت خالدؓ بن سعید کا انتخاب فرمایا، جو ''سابقون الاوّلون'' میں سے تھے اور کئی غزوات میں دادِ شجاعت پاچکے تھے۔ دمشق کے قریب ایک بستی، مرج الصفر میں 400 درہم مہر کے عوض نکاح ہوا۔ یہاں ہر وقت رومیوں کے حملے کا خطرہ تھا۔ رسمِ عروسی کی ادائی کی تیاری ہو رہی تھی۔ حضرت اُمّ حکیمؓ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ''نہ جانے کس وقت رومی فوج حملہ کردے، چناں چہ ابھی تھوڑا توقف کرلیں۔'' اس پر حضرت خالدؓ نے کہا کہ ''مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آیندہ ہونے والے معرکے میں مجھے ضرور شہادت نصیب ہوگی۔'' چناں چہ ایک پُل کے قریب خیمہ نصب کیا گیا، جو اب ''قنطرہ اُمّ حکیمؓ'' کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے دن ابھی لوگ دعوتِ ولیمہ سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ رومی فوج نے اُس جگہ حملہ کردیا اور اس لڑائی میں حضرت خالدؓ جامِ شہادت نوش کرگئے۔ حضرت اُمّ حکیمؓ اگرچہ عروسی لباس میں تھیں، لیکن بپھری شیرنی کی طرح کھڑی ہوئیں۔ اُس وقت خیمے میں کوئی تلوار یا نیزہ نہیں تھا۔ اُنھوں نے چاروں جانب دیکھا، جب کچھ نظر نہ آیا، تو خیمے کی نوکیلی چوب اُکھاڑ کر میدان میں نکل کھڑی ہوئیں۔ اور پھر دمشق کے نیلے آسمان سے آگ برساتے سورج نے یہ محیّر العقول منظر دیکھا کہ ایک دن کی دلہن نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر شجاعت و بہادری کا ناقابلِ یقین کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے سات رومیوں کو واصلِ جہنم کردیا۔

وفات و تدفین

حضرت اُمّ حکیمؓ کی بقیہ زندگی وفات، تدفین اور اولاد سے متعلق مستند معلومات دست یاب نہیں۔

حاصلِ مطالعہ

حضرت اُمّ حکیمؓ کے اِس ایمان افروز تذکرے میں یہ درس پنہاں ہے کہ ایک مسلمان عورت اپنے شوہر کو جہنّم کی آگ، اپنے خاندان کو تباہی اور اپنا سہاگ بچانے کے لیے سخت سے سخت حالات کا بھی مقابلہ کرسکتی ہے۔ مسلمان عورت زندگی کے ہر شعبے میں مرد کے شانہ بشانہ مصروفِ عمل رہتی ہے، یہاں تک کہ بوقتِ ضرورت میدانِ جنگ میں بھی شجاعت و بہادری کے کارہائے نمایاں سرانجام دیتی ہے۔ گہوارے سے لحد تک جو آزادی، تحفظ، عزّت و احترام اور حقوق اسلام نے عورت کو دیے ہیں، کیا دنیا کے کسی اور مذہب میں ان کی جھلک بھی نظر آتی ہے؟

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر سید فیملی کے ملتزم رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، قد "5'.6، دینی تعلیم الہدیٰ انٹرنیشنل سے ایک سالہ کورس، دنیوی تعلیم ایف اے کے لیے برسرِ روزگار دینی مزاج کے حامل ترجیحاً رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0306-5418036

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ اہلحدیث فیملی کو اپنی بیٹی عمر 27 سال، تعلیم ماسٹر شماریات، ملازمت ICMA، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار کراچی کے رہائشی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم قابلِ ترجیح۔

برائے رابطہ: 0347-3089514

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کی بھانجیاں، اردو سپیکنگ، عمر 34 سال، تعلیم بی اے، خلع یافتہ (بچہ کوئی نہیں) اور عمر 32 سال، ڈاکٹر آف فزیوتھراپی (DPT) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ رفقاء تنظیم اسلامی قابلِ ترجیح۔

برائے رابطہ: 0334-9766677

ایمان بالرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ

ربیع الاوّل کا مہینہ ہے، ہر طرف سیرت النبی ﷺ کے جلسے ہو رہے ہیں۔ میں اپنی ناقص معلومات کی روشنی میں ایمان بالرسول ﷺ کے تقاضے لکھنا چاہتا ہوں کیونکہ ایمان تو ہم سب رکھتے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس ایمان کے تقاضے بھی پورے کر رہے ہیں یا نہیں؟

حضور اکرم ﷺ پر ایمان کا پہلا تقاضا یہ ہے ہم آپ ﷺ سے محبت رکھیں اور اتنی محبت کہ خواہ والدین ہوں، خواہ اولاد ہو، خواہ خاندان اور قبیلہ ہو، خواہ مال و دولت ہو، خواہ وسیع و عریض مکانات ہوں، ان سب سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہونا لازم ہے۔

اللہ کہتا ہے اگر ایسا نہیں ہوگا تو اللہ کا عذاب بھی آ سکتا ہے۔

خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔''

محبت رسول، ایمان بالرسول کی بنیاد ہے اگر محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ شاعر کہتا ہے:

محبت خود آداب محبت سکھا دیتی ہے

جب حضور ﷺ سے محبت ہوگی تو ہر اس چیز سے محبت ہوگی جس کا حضورؐ سے تعلق ہوگا۔ آپؐ کے صحابہؓ سے محبت ہوگی، آپؐ کے اہل بیت سے محبت ہوگی، آپؐ کے شہر سے محبت ہوگی، آپؐ کی صورت اور سیرت سے محبت ہوگی، آپؐ کی سنتوں سے محبت ہوگی۔

جس شخص کو محبت کا یہ اعلیٰ مقام نصیب ہو جائے گا اسے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جائے گی اور جسے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جائے گی اسے جنت میں آقائے دو جہاں کی معیت نصیب ہو جائے گی۔

ایمان بالرسول ﷺ کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم اور ادب و احترام کیا جائے۔

سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے تعظیم کے کئی پہلو بیان فرمائے ہیں ایک پہلو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو بلکہ پیچھے پیچھے چلو، اقتدا اور اتباع کرو جو لوگ بدعات اختیار کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسرا پہلو یہ کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔

میرے ساتھیو! اللہ مالک ہے، حضورؐ مملوک ہیں، اللہ تعالیٰ خالق ہے، حضورؐ مخلوق ہیں۔ اللہ رازق ہے، حضورؐ مرزوق ہیں۔ اللہ معبود ہے حضورؐ عابد ہیں۔ اللہ مسجود ہے، حضورؐ ساجد ہیں۔ اللہ بندہ نواز ہے، حضورؐ بندہ ہیں۔ اللہ اپنے بندے کو جیسے چاہے پکار سکتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کلام اللہ اٹھا کر دیکھیے اللہ نے کیسے پیارے پیارے خطابات اپنے نبی کے لیے استعمال کیے ہیں: کہ ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ﴾ کہہ کر پکارا، کہیں ''یٰسٓ'' اور کہیں ''طٰہٰ'' کہہ کر پکارا۔

سورۂ حجرات میں تعظیم کا تیسرا پہلو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے اس طرح اونچی آواز میں بات نہ کیا کرو جیسے تم آپس میں باتیں کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا کرنے سے تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں۔

اعمال یا تو کفر و شرک سے ضائع ہوتے ہیں یا ارتداد کی وجہ سے ضائع ہوتے ہیں لیکن یہاں اللہ بتا رہا ہے کہ نبی کی بے ادبی اور بے احترامی کی وجہ سے بھی اعمال ضائع ہو سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی کی بے ادبی کفر ہے۔

ایمان بالرسول ﷺ کا تیسرا تقاضا جو اللہ نے اپنی کتاب مقدس میں بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نصرت کی جائے۔

اللہ نے نبی ﷺ کو دنیا میں اس لیے بھیجا تھا کہ دین کو سارے دینوں پر غالب کر دیا جائے چنانچہ آپؐ نے اس مقصد کے لیے ساری زندگی لگا دی۔

آپ ﷺ کا بائیکاٹ کیا گیا، آپؐ کو گالیاں دی گئیں، آپؐ کے جسم اطہر پر پتھر برسائے گئے، آپؐ کو شاعر، ساحر، اور کاہن کہا گیا۔

آپؐ کو وطن سے بے وطن کیا گیا لیکن آپؐ اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے۔

اگر ہم واقعی آپ ﷺ پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں اور آپؐ کی محبت ہمارے دل میں ہے تو ہمیں بھی اس مقصد کے لیے جسم اور جان کی صلاحیتوں کو لگانا ہوگا، اگر ہم نے اس مقصد کو اپنا مقصد بنا لیا تو یہ نبی کی نصرت ہو گی بلکہ اللہ کہتا ہے کہ یہ میری نصرت ہوگی۔

نبی کی نصرت یہ ہے کہ دین اسلام کی نصرت کی جائے۔ دین اسلام کی نصرت تبلیغ و دعوت سے بھی ہو سکتی ہے۔ دین اسلام کی نصرت جہاد و قتال سے بھی ہو سکتی ہے، درس و تدریس سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور تصنیف و تالیف سے بھی ہو سکتی ہے۔

دین کی کسمپرسی کے اس دور میں ہم سب سے اللہ کا کلام کہہ رہا ہے:

﴿کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ﴾ ''اللہ کے مددگار بن جاؤ۔''

وہ خوش بخت انسان کون ہیں جو صدائے حق کے جواب میں پکار اُٹھیں:

﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ ''ہم ہیں اللہ کے مددگار۔''

ایمان بالرسول ﷺ کا چوتھا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کی جائے۔

اطاعت کے بغیر محبت و تعظیم بھی نامکمل ہے اور نصرت و خدمت بھی نامکمل ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرطِ اوّل ہے
گر ہو اسی میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

رب کریم نے قرآن کریم میں جگہ جگہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا ہے اور کمال یہ کہ رسول کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت قرار دیا ہے، سورۃ النساء میں ہے:

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (آیت:80)

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ سے محبت کا دعوے دار ہے اسے نبی کی اطاعت کرنی ہوگی اور جو کوئی نبی کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا۔

''فرما دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (جب اتباع کرو گے تو) تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔'' (آل عمران:31)

خود حضور اکرم ﷺ نے بھی اتباع کو ایمان کی لازمی شرط قرار دیا ہے۔ فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی تمام خواہشات کو میری تعلیم کے تابع نہ کر دے۔'' (شرح السنۃ)

میرے ساتھیو! یہ ہیں ایمان بالرسول ﷺ کے تقاضے، اب آئیے ان تقاضوں کی روشنی میں ہم اپنے اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیں کہ ہم کہاں تک ان تقاضوں کی تکمیل کر رہے ہیں، اگر یہ تقاضے پورے نہیں ہو رہے ہیں تو ہمارا ایمان بالرسول کا دعویٰ یقیناً نامکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان سارے تقاضوں کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

ہوئے تم دوست جس کے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مرزا غالب نے شاید پاکستان امریکا تعلقات کے اس موڑ کے لیے ہی کہا تھا:

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں!

''یہ جانتا اگر؟'' اگرچہ کوئی ایسا معمہ تو نہ تھا۔ امریکی یوٹرنوں سے ہی تو دنیا نے یوٹرن لینے سیکھے ہیں۔ (جو عہد شکنی، بے وفائی کا مہذب نام ہے۔) ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو! ایک سوراخ سے ہم مسلسل ڈسے گئے' لیکن ہر مرتبہ انکل سام اور ان کے ڈالروں کی کشش ہمیں سب کچھ بھلا دیتی رہی۔ گزشتہ 20 سالوں کے نوحہ پڑھنے کی تاب اب کس میں ہے۔ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!

امریکا پر ڈیموکریٹس کی حکمرانی کا انتخابی نشان گدھا ہے۔ تو سبھی محاورے پورے ہو رہے ہیں۔ گدھے سے گر کر غصہ کمہار پر۔ سو ہم پر جو چاند ماری یکایک شروع ہوگئی وہ عین امریکی فطرت کا خاصا ہے۔ دولتیاں جھاڑی جا رہی ہیں۔ 22 ری پبلکن سینیٹروں نے بل پیش کیا ہے جس میں افغانستان کے ساتھ پاکستان پر بھی معاشی پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ ہے۔ وہ جو کل تک فرنٹ لائن اتحادی تھا، نان نیٹو اتحادی تھا۔ وہ جس نے اپنے ملک کی سڑکیں کفر کے لشکروں کی عسکری ضروریات سے لے کر شراب، خنزیر اور جنگ کے آخری سالوں میں پیمپرز تک بلاتعطل فراہم کیے۔ شکست انہونی کیسے ہوگئی؟ جس دن عالمی طاقت کو پیمپرز کی ضرورت اپنے فوجیوں کے لیے پیش آگئی تھی تو جو 15 اگست 2021ء کو مناظر بنے، وہ نوشتۂ دیوار نہ تھے؟

اب امریکی حکومت اور اس کے فوجی سربراہان مسلسل سوالوں کی بوچھاڑ کا سامنا کر رہے ہیں۔ پہلے آپس میں الزام تراشیوں کے بگولے اٹھتے رہے۔ اب تھک ہار کر ان کی مجبوری ہے کہ قربانی کا بکرا تلاش کرو۔ سو یہ ''بکرا بل'' ہے اصلاً جس میں امریکا کو اپنا دیرینہ بغض مسلم ایٹمی ریاست پر نکالنا لازم ہے۔ حالانکہ سینیٹ آرمڈ سروسز کمیٹی میں امریکی سیکرٹری دفاع لائیڈ آسٹن 28 ستمبر کو بیان دے چکے کہ: ''یہ حقیقت ہے کہ افغان فوج جسے ہم اور ہمارے اتحادیوں نے تربیت دی تھی یوں (برف کی طرح) پگھل گئی سب کی سب! کتنی جگہ بغیر ایک گولی چلائے۔ ہم دنگ، ہکا بکا رہ گئے۔ اب اس کے سوا اگر ہم کچھ کہیں گے تو وہ بددیانتی ہوگی۔'' سو یہی بددیانتی ہے جس کا ارتکاب سینیٹرز نے بل پیش کر کے فرمایا ہے۔ جنرل مارک ملے جائنٹ چیف آف اسٹاف اور جنرل میکینزی (امریکی سینٹرل کمانڈ) پہلے اقرار کر چکے کہ: ''غیر متوقع طور پر طالبان کی برق رفتار کامیابی کا انہیں اچانک سامنا کرنا پڑا۔ کابل حکومت یکایک ڈھے گئی۔'' اشرف غنی اور افغان کٹھ پتلی حکومت وفوج کا فرار اور اپنے آقاؤں سے غداری، غلط تجزیے اس کی اصل وجہ تھی جسے امریکا ہمارے سر تھوپنے کی کوشش کر رہا ہے۔

امریکی انخلاء کا طریق کار اور مناظر ایک سپر پاور کے لیے بلاشبہ رسوا کن اور سیاہ ترین باب ہے جو ان کی تاریخ میں رقم ہوا۔ ویت نام میں شکست کا ریکارڈ انہوں نے خود ہی توڑا۔ افراتفری، بدنظمی، بدحواسی، خوفزدہ ہرنی کی طرح بے محابا بھاگ لینے کے مظاہر۔ مہیب C-17 جہاز، ہجوم سے بے پرواہ امریکی محبت میں مرمٹنے والوں کو پہیوں تلے اور پہیوں کے اندر روندتا، قیمہ بناتا، جہاز سے گرتے لوگ...... یہ مناظر امریکا کے عوام، حکمرانوں، پینٹاگون کے لیے بھیانک خواب بن کر انہیں رلاتے رہیں گے۔ سو ایسے نفسیاتی دورے غیر متوقع نہیں جس کے تحت وہ اپنے لیے 80 ہزار جانوں کا نذرانہ دینے والے ملک ہی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالنا چاہ رہے ہیں۔ وہ ملک جس نے انہیں افغانستان میں اترنے کے قابل بنایا۔ ورنہ وہ تو جہازوں سے اترنے کو 2001ء میں تیار نہ تھے۔ 70 ہزار بمبار طیاروں نے پاکستان سے اڑان بھر بھر کر افغان سرزمین کو روندا۔ 450 ڈرون حملے۔ ہماری فضائی حرمتیں پامال کر کے ہماری ہی آبادی کو نشانہ بنایا گیا۔ جب تک ضرورت تھی ہر آنے والا امریکی جرنیل ومقتدر ہمارے 'شہداء' کی یادگار پر سب سے پہلے پھول چڑھاتا، خراجِ تحسین پیش کرتا، شانہ تھپکتا اور جاتے ہوئے ڈومور کا پروانہ تھماتا، جو ہم کرتے کرتے مور بن گئے۔

اب الزام ہے کہ 2001ء سے اب تک ہم نے طالبان کو مالی مدد فراہم کی، پناہ گاہیں دیں، ٹھکانے دیے، طبی امداد، تربیت اور آپریشنل مدد دی! سبحان اللہ! ملا ضعیف کی کتاب اس کی گواہ ہے۔ عالمی سفارتی آداب کے منافی جس طرح برادر ملک کے برادر سفیر کو ہم نے امریکا کے حوالے کیا، گوانتانامو میں پہنچایا گیا، وہ ہماری امریکا کے لیے فدویت کا ثبوت ہے۔ اور صرف انہی پر کیا موقوف، خود پرویز مشرف کی کتاب گواہ ہے کہ گوانتانامو کے بیشتر قیدی اور اپنی بیٹی ڈاکٹر عافیہ تک ہم نے اپنی امریکا سے بے لوث محبت کی نذر کیے۔ پناہ گاہیں جو ہم نے طالبان کو دیں؟ ملک بھر سے ہم نے ہر اسلام سے محبت رکھنے والے، امریکا کے لیے خطرے کی علامت نوجوان عقوبت خانوں میں ٹھونسے۔ قبائلی پٹی تباہ ہوگئی۔ 35 لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہوئے۔ آج اگر ہماری کرنسی منہ کے بل گرے چلی جا رہی ہے، معاشی بربادی کے دہانے پر کھڑے ہیں، فٹیف کی تلوار پھر بھی ہمارے سر پر لٹک رہی ہے تو یہ سب امریکا دوستی کے ہاتھوں قومی خودکشی کا عمل ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ نظریاتی تباہی ناقابل یقین حدوں کو چھو رہی ہے۔ کشمیر بھلا دیا۔ تمہاری محبت میں بدترین دشمن بھارت سے محبت کی آشا کے دور چلائے۔ قائداعظم، اقبال کے خوابوں کو ہود بھائیوں والی بھیانک تعبیروں کے دن دکھائے اور اس پر اس امریکی بل نے اپنی جفاکاریوں بھری طویل تاریخ کی ایک اور مہر ثبت کر دی۔

اللہ کے سارے وعدے سچے ہیں، جنہیں ہم طالبان کے افغانستان میں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ شیطان کے سارے وعدے جھوٹے ہیں۔ (سورۃ الانفال، الحشر) جنہیں ہم شیطانِ دوراں کے ہاتھوں الزام تراشیوں اور احسان ناشناسیوں کی صورت دیکھ

رہے ہیں۔ پاکستان معاشی بدحالی، بے روزگاری، بدامنی، مہنگائی (صرف 32 فیصد پیٹ بھر کر کھا سکتے ہیں) جرائم، خودکشیوں کی لپیٹ میں ہے۔ بدعنوانی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ افغانستان سے امریکی نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس (4 اکتوبر) کی رپورٹ ہے۔ وہ کابل جہاں چوروں کے غول ڈاکے، اغوا کاری روز کا معمول اور انصاف ناقابل حصول اور نہایت مہنگا تھا، طالبان کے ساتھ کابل کے لیے امن کا پیغام لایا ہے۔ انصاف کی فراہمی فوری ہے، شریعت کی بنیاد پر۔ ایک شخص نے ہمسائے پر چاقو سے حملہ کیا، اس کے باپ کو نشانہ بننے والے خاندان کو 400 ڈالر دینے کا حکم دیا گیا۔ باپ نوٹ گن کر امام صاحب کے حوالے کرتا ہے جو مظلوم کے خاندان کو دیے جاتے ہیں۔ مدعی اور مدعا علیہ باہم گلے ملتے ہیں اور انصاف فراہم ہوگیا! نہ رشوت نہ وکیل کی فیسیں نہ لامتناہی پیشیاں! وہ کابلی جو طالبان کی آمد سے اس جنگ زدہ شہر میں خوفزدہ تھے، ان کے لائے ہوئے امن پر خوش و مطمئن ہیں۔ طالبان کے پولیس اہلکار رشوت نہیں مانگتے، یہ ان کے لیے 20 امریکا تلے سالوں کے بعد کی فوری تبدیلی ہے۔ ''اس سے پہلے ہر وقت، ہر جگہ حکومتی کارندے ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوتے ہمارا مال چرانے پر کمر بستہ''۔ یہ حاجی احمد خان کا تبصرہ تھا۔

عوام کی سب سے بڑی شکایت رشوت، بدعنوانی اور لوٹ مار کی تھی پچھلے 20 سالوں میں۔ جس سے اب انہیں طالبان کے ہاں چھٹکارا ملا ہے۔ بلوں کی ادائیگی تک میں رشوت آڑے آتی تھی۔ طالبان کی آمد پر افغان فوج کے بھاگ جانے میں ایک وجہ ان کے مکمل فراڈ دھوکا دہی کا طریق واردات تھا جس پر وہ اندر سے کھوکھلے اور طالبان سے خائف تھے۔ سعودی عرب پلٹ ایک ڈاکٹر نے اقرار کیا کہ ''اس کی شکایت فوری رفع کی گئی بغیر رشوت مانگے۔ جبکہ اس سے پہلے تو تھانے میں قدم رکھنے کے لیے بھی پیسہ دینا پڑتا تھا۔ پچھلی حکومت کا اصل قصور یہ تھا کہ وہ سارا پیسہ اپنی جیبوں میں بھرتے رہے۔''

خواتین کے لیے اندیشوں بھرے افغانستان میں یہ بھی دیکھیے۔ پل خمری میں ایک (پچھلی حکومت کا) شیلٹر تھا جس میں گھروں سے نکلی (موم بتی) آنٹیاں تھیں۔ طالبان نے سب کو گھر واپس بھجوا دیا۔ دو خواتین بے ٹھکانہ تھیں۔ انہیں کابل لے آئے۔ وہاں پل چرخی میں انہیں اچھی کھلی جگہ دے کر تحفظ فراہم کیا۔ کھانا، بچوں کے لیے کھلونے،

بنیادی ضروریات۔ اب انہوں نے خود اے پی کو انٹرویو دیا کہ ہم یہاں نماز، قرآن پڑھتی خوش باش رہ رہی ہیں! (سڑکوں پر نکل کر نعرے لگانے مردوں کے خلاف، یا موم بتیاں جلانے کی ضرورت نہیں!) سو یہ ہے عافیت کا گہوارہ اللہ کے وعدوں والا افغانستان، ''جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو'' (الطلاق: 3،4) اور ہم امریکا سے ڈر کر اپنی راہیں مسدود کیے آئی ایم ایف کے در کے بھکاری بن گئے۔ وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج اور بدعنوانی، رشوت ستانی، لوٹ مار کے جنگل میں رہ رہے ہیں۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(20 تا 27 ستمبر 2021ء)

- سوموار (20 ستمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔
- منگل تا جمعرات (21 تا 23 ستمبر) کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔
- جمعہ (24 ستمبر) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔
- ہفتہ (25 ستمبر) توسیعی عاملہ، دین حق ٹرسٹ اور مرکزی شوریٰ کے اجلاسوں میں شرکت کی۔
- اتوار (26 ستمبر) کو صبح 8 بجے تا بعد نماز عشاء مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی سے نائب امیر ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ ناصر بھٹی کے ہمراہ ملاقات کی۔
- سوموار (27 ستمبر) صبح 9 بجے تا نماز ظہر توسیعی عاملہ کے دوسرے سیشن میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر اور ناظم تربیت سے ملاقات رہی۔ بعد نماز عصر کراچی واپسی ہوئی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''مرکز دارُالاسلام 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور'' میں
29 تا 31 اکتوبر 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

اور

29 تا 31 اکتوبر 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

Want to get published in the New York Times? Try some fake news about the Taliban!

For more than a week, leading Western media outlets led by the New York Times and CNN, had a field day berating the Taliban's new policy about women's education.

Citing a tweet purportedly sent by the new Vice Chancellor of Kabul University, Mohammad Ashraf Ghairat, the Times, CNN and others reported that women would be indefinitely barred from studies at universities.The tweet, allegedly from the new university head, said: "I give you my words as chancellor of Kabul University. As long as a real Islamic environment is not provided for all, women will not be allowed to come to universities or work. Islam first."

There was a major problem with this tweet.

The account does not belong to the chancellor; he has no twitter account!

A student at Kabul University created the twitter account in the name of the vice chancellor and spread the fake news.

While the Times and CNN tried to reach the new vice chancellor, they were unsuccessful.An aide to the vice chancellor said he does not speak to the media. He directed them to speak directly to the Taliban official in charge of education policy.Kabul University and the Taliban's Ministry of Higher Education released statements on Facebook on September 27, denying that Mohammad Ashraf Ghairat had any social media accounts and stated that any pages under his name were intended to spread fake news.

Bilal Karimi, a Taliban spokesman, told CNN directly on September 30 that the account was fake and he rejected its content. Despite such vigorous denials, the media outlets could not pass up this opportunity.They lapped up the anti-women story with the Times running it on a full-page, to make sure nobody missed it. It makes for good copy berating the Taliban's alleged oppression, especially of women.

CNN finally spoke to the person in control of the account on September 30."He said he was a 20-year-old Kabul University student and sent CNN a copy of his student ID. He asked CNN to call him Mahmoud, rather than his real name, due to safety concerns."Mahmoud said he created the Twitter account on September 21 after learning that Ghairat had been appointed as chancellor.On September 30, CNN ran the following correction: "A previous version of this story and headline incorrectly attributed remarks to a Twitter account purporting to be the chancellor of Kabul University. CNN has subsequently learned that this account was not affiliated with the chancellor or the university. This story has been updated."

The New York Times published its own correction but still left doubt in the minds of readers.

Its correction about the article read:"An earlier version of this article and its headline include comments from an individual claiming to be Mohammad Ashraf Ghairat, the newly appointed chancellor of Kabul University, saying that women would not be allowed to go to work or attend classes at the college."Multiple calls to the chancellor's office and his top aide for confirmation were turned away, with the aide saying that the chancellor would not speak to the media, and referring questions to a senior Taliban spokesman, who did not deny the account's claims," the note said.How could the Times claim that the Taliban spokesman "did not deny the account's claims" when in fact he did precisely that?While CNN competes with the likes of Fox News for ratings and audiences, the New York Times calls itself a respectable publication.It projects itself as the epitome of objectivity and responsible journalism.When it comes to reporting about the Taliban, all these standards are discarded.

This, however, is not the first time the Times has been caught spreading fake news.

In August 2002, one of Times' reporter Judith Miller spread lies about Iraq possessing weapons of mass destruction.These lies were fed to Ms. Miller by Dick Cheney's office, one of the most evil men in

Miller by Dick Cheney's office, one of the most evil men in the former Bush regime.The New York Times splashed these allegations on its front pages to prepare the ground for the US invasion and destruction of Iraq.Later, the Times itself admitted that these were lies.Ms. Miller was fired but damage had already been done.

Next time, people read stories in America's "respectable" mouthpieces, they should take them with a pinch of salt, especially those relating to Muslims.Western media outlets and western regimes are simply not capable of telling the truth. Muslims beware!

Courtesy: An editorial piece in the Crescent International;

Link: https://crescent.icit-digital.org/articles/want-to-get-published-in-the-new-york-times-try-some-fake-news-about-the-taliban

اناللہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے مبتدی رفیق احمد عثمان وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0308-6520075

☆ سابق صدر انجمن خدام القرآن پشاور، انجینئر طارق خورشید مرحوم کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0300-5995207

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم فہد علی کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0313-9835034

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، مردان کے امیر محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کی خوشدامن وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0306-5722077

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے نقیب اسرہ محترم حبیب الرحمن کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0346-0155634

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم محتشم قاضی کی نانی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0332-9195118

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore